Dr. Muhammad Hameedullah as a Biographer

ڈاکٹر محمد حمیداللہ بطور سیرت نگار

Syed Iftikhar Ali Gilani, Gulfam Hussain

International Institute of Islamic Thought and Civilization, International Islamic university, Malaysia

Abstract: Muhammad Hamidullah was one of the most distinguished Muslim scholars of the twentieth century, whose contributions to Islamic studies, history, and biography have gained international recognition. This study examines Dr. Muhammad Hamidullah as a biographer and explores his methodology, sources, and scholarly approach to biographical writing. The paper highlights his efforts in presenting the lives of prominent Islamic personalities, particularly the Prophet Muhammad (PBUH), through authentic historical sources and critical analysis. It also discusses the distinctive features of his biographical works, including objectivity, reliance on primary sources, and integration of historical and analytical methods. By evaluating his contributions to Islamic historiography and biographical literature, the study demonstrates that Dr. Hamidullah played a significant role in reviving and modernizing Islamic biographical studies. The research concludes that his works remain valuable references for contemporary scholars and continue to influence the field of Islamic biography and historical research.

Keywords: Dr. Muhammad Hamidullah, Biography, Islamic Historiography, Islamic Scholarship, Biographical Writing, Seerah Studies, Muslim Intellectual Tradition.

Email: gilani.ali@live.iium.edu.my

ڈاکٹر حمیداللہ کا تعارف

ڈاکٹر حمیداللہ عالم اسلام کے نامور محقق، مفکر اور سیرت نگار تھے۔ آپ کی علمی، فکری، تحقیقی و تصنیفی زندگی تقریباً اسی پچاسی سال کے طویل عرصے پر پھیلی ہوئی ہے ڈاکٹر حمیداللہ کا تعلق خاندان نوائط سے تھا۔ نوائط کا نسبی تعلق عرب کے معزز قبیلے بنو ہاشم کی ایک شاخ سے تھا۔ یہ لوگ مدینہ کے رہنے والے تھے۔ نوائط نے حجاج بن یوسف کے ظلم و ستم سے تنگ آکر ہجرت کی اور یہ خاندان جنوبی ہند کے ساحلی علاقوں میں آکر آباد ہوگیا تھا۔ یہ خاندان اپنی دین داری، شرافت اور علمی رجحانات و خدمات کے لحاظ سے بہت معروف و مشہور رہے۔[1]

ڈاکٹر حمیداللہ اسلامی گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کی پیدائش 19 فروری 1908 کو حیدر آباد دکن میں ہوئی آپ کے والد کا نام مولوی حاجی ابو محمد خلیل اللہ تھا یہ خود بھی ادیب اور عالم تھے۔ ان کے آٹھ بچے تھے جن میں سے ڈاکٹر محمد حمیداللہ سب سے چھوٹے اور آٹھویں نمبر پر تھے۔[2]

ڈاکٹر حمید اللہ حیدر آباد دکن کے محلہ کٹل منڈی کو چہ درگاہ حبیب علی شاہ صاحب اپنے والد کے ذاتی سکونتی مکان میں پیدا ہوئے۔ پیدائش سے لے کر پیرس (فرانس) جانے تک ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کی سکونت کٹل منڈی ہی میں رہی۔[3]

تعلیم وتربیت

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی تعلیم کا آغاز گھر سے دینی تعلیم سے ہوا۔ ان کی رسم بسم اللہ والد محترم نے پڑھائی۔ کچھ عرصے تک خود بیٹے کو درس دیتے رہے۔ پھر حیدر آباد کی مشہور درس گاہ دارالعلوم میں داخل کرایا جہاں وہ چھٹے درجے تک پڑھتے رہے۔

ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کرنے کے بعد جامعہ نظامیہ میں داخلہ لیا 1924 کو مولوی کامل کا درجہ مکمل کیا۔ انگریزی زبان کی اہمیت کے پیش نظر میٹرک کے امتحان کی تیاری کے بعد امتحانات میں امتیازی حیثیت سے کامیاب ہوئے 1924 میں جامعہ عثمانیہ میں داخلہ لیا۔

اسلام علم قانون میں ایم اے اور ایل ایل بی کی سند 1930 میں حاصل کی 1932ء میں جامعہ جرمنی سے آپ نے ڈی فل کی سند حاصل کرنے کے لیے فرانس کے دارالحکومت پیرس کی معروف جامعہ سوربون میں داخلہ لیا اور گیارہ ماہ کے عرصے میں آپ نے ڈی لٹ کی سند حاصل کی۔[4]

ڈاکٹر حمید اللہ بون یونیورسٹی جرمنی سے ڈی فل اور سوربون یونیورسٹی پیرس ڈی لٹ کرنے کے بعد 14 فروری 1935 کو حیدرآباد واپس ہوئے ریلوے اسٹیشن پر ان کے والد مولوی خلیل اللہ بھی آئے تھے۔ انہوں نے بڑی محبت سے گلے لگالیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ اس واقعہ کو کبھی بھول نہ سکے۔

تدریس

1935ء میں ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کو حیدر آباد واپسی کے بعد جامعہ عثمانیہ کے شعبہ دینیات میں ملازمت مل گئی۔ پھر وہ کلیہ قانون جامعہ عثمانیہ میں قانون بین الممالک (انٹرنیشل لاء) وغیرہ بھی پڑھانے لگے۔ ڈاکٹر میر سیادت علی صاحب کے محکمہ عدالت میں ترقی پر جانے سے ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کو ان کی جگہ ریڈر کے عہدہ پہ ترقی ملی۔

مولانا عبد الغفور رحمت آبادی کا بیان ہے کہ:

"جب ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کو لاء کالج میں قانون بین الممالک کی زائد کلاس دی گئی تو آپ اس کلاس کو صبح آٹھ بجے لیتے تھے یونیورسٹی میں یہ کلاس سب سے پہلے ہوتی تھی اس لیے نام پلی سے یونیورسٹی چلنے والی بس جس سے ڈاکٹر صاحب بھی سفر کرتے تھے۔ پہلی بس ہوا کرتی تھی۔ کنڈکٹر کو ڈاکٹر صاحب کی ہدایت تھی کہ اس بس میں سوار طلبہ کو ٹکٹ دے کر پیسہ نہ لے سبھی کے ٹکٹ کے پیسے ڈاکٹر صاحب ہی ادا کرتے تھے۔"[5]ڈاکٹر حمید اللہ ،ڈاکٹر فقیہ ، محقق، قانون دان اور اسلامی دانشور تھے اور بین الاقوامی کے قوانین ماہر سمجھے جاتے تھے۔[6]

حمید اللہ کے مشہور علمی کارنامے درج ذیل ہیں:

1۔ فرانسیسی میں ترجمہ قرآن

2۔ تاریخ حدیث پر اعلی تحقیق

3۔ حضرت ابوہریرہ کے شاگرد ہمام بن منبہ کے صحیفے کی تدوین

4۔ امام محمد شیبانی کی کتاب السیر کا ترجمہ

5۔ حجتہ اللہ البالغہ شاہ ولی اللہ کا فرانسیسی میں ترجمہ

کارخانہ قدرت نے ڈاکٹر صاحب سے مغرب کے قلب میں تبلیغ دین کا کام لیا اور آپ نے کئی محققین کے اسلامی تعلیمات پر اعتراضات کے جوابات دیے۔ بہت سے غیر مسلم ڈاکٹر صاحب کے ہاتھوں اسلام کی دولت سے مستفید ہوئے۔[7]

ڈاکٹر حمید اللہ کا ایک علمی کارنامہ نہیں بلکہ کئی تحقیقی کارنامے اور علمی شاہکار ہیں ان کا سب سے عظیم کارنامہ فرانسیسی زبان میں ترجمہ اور تفسیر ہے یہ اتنا مقبول ہوا کہ اب تک اس کے تینوں ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں ہر ایڈیشن لاکھوں کی تعداد میں طبع ہوتا ہے اب تو سعودی حکومت بھی اسے شائع کرکے تقسیم کررہی ہے۔

فرانسیسی زبان میں سیرت النبی کی دو جلدیں بھی شائع ہوچکی ہیں اسی طرح انگریزی میں "محمد رسول اللہ ﷺ" مقبول خاص و عام ہے اس کے علاوہ اسلام کے دیگر پہلوؤں پہ بھی انھوں نے فرانسیسی، انگریزی، جرمن اور ترکی میں بہت کچھ لکھا ہے اس سلسلہ میں ان کی بے نظیر کتاب Introduction to Islam کا تذکرہ بے محل نہ ہوگا جس کی غیر معمولی مقبولیت کی خود ڈاکٹر محمد حمید اللہ کو توقع نہ تھی۔ اس معلومات آفرین کتاب کے اب تک 22 زبانوں میں ترجمے شائع ہوچکے ہیں۔[8]

افتخار گیلانی

مشہور کتابیں:

1۔ تعارف اسلام 2۔ خطبات بہاولپور 3۔ صحفہ ہمام بن منبہ

164 کے قریب کتابیں رسائل وغیرہ لکھے ہیں۔

اردو کتب وکتابچے:

1۔ سلطنتوں کے باہمی برتاؤ کا دستور العمل قانون بین الممالک کے اصول اور نظریں جلد اول طبع حیدر آباد دکن 1936ء، طبع ثانی حیدر آباد دکن 1945ء

2۔ عہد نبوی ﷺ میں نظام حکمرانی 1981ء کراچی

3۔ امام ابو حنیفہ کی تدوین قانون اسلامی 1983ء کراچی

4۔ عربی حبشی تعلقات اور نو دریافت شدہ مکتوبات نبوی بنام نجاشی 1942ء حیدر آباد

5۔ عہد نبوی کے میدان جنگ لاہور

6۔ رسول اللہ ﷺ کی سیاسی زندگی 1980 کراچی

7۔ صحیفہ ہمام بن منبہ کراچی ملک سنز فیصل آباد 1981 اضافی دیباچہ غلام احمد حریری

8۔ سیاسی وثیقہ جات (ترجمہ الوثائق السیاستہ از ابو، یحیٰ امام خان نوشہروی) لاہور 1960ء

9۔ خطبات بہاولپور اشاعت اول 1981ء بہاولپور، مکمل نظر ثانی شدہ اشاعت، اسلام آباد

10۔ سیرت طیبہ پہ ڈاکٹر حمید اللہ کے عثمانیہ یونیورسٹی کے لیکچر 1987ء حیدر آباد

11۔ سیرت طیبہ کا پیغام عصر حاضر کے نام 1992ء لاہور

اخبار الطوال، کتاب المحبر، مقالات گارساں دتاہی، خطبات گاساں د تاسی، نقشہ ہائے تاریخ اسلام مقالہ در نذر عرشی مقالہ در نذر مختار، اسلامی قانون کا ارتقاء، رویت ہلال / نیا چاند، عیدین اور ان کے منانے کے اسلامی وجاہلی طریقے مدرسہ محمدی داعی اسلام،

ڈاکٹر حمید اللہ پر کتابیں۔

رسائل:

معارف اسلامی، دعوہ فکر و نظر، اورئینٹل کالج میگزین، شاداب

ڈاکٹر حمید اللہ کی زندگی اور علمی کاموں پر تین کتابیں۔

ڈاکٹر حمید اللہ از راشد شیخ

آثار ڈاکٹر حمید اللہ از صفدر حسین

مجدد علوم سیرت از غطریف شہباز

جن سکالرز نے ان پر مضامین اور تحقیقی مضامین لکھے اور کتابی شکل میں شائع کیے:

سید قاسم محمود

محمد عالم مختار حق

انعامات و اعزازات

1985ء میں پاکستان کے صدر ضیاء الحق مرحوم نے ڈاکٹر حمید اللہ کو ہلال پاکستان کا اعلیٰ اعزاز عطاء کیا۔ دس لاکھ روپیہ انعام ملا جو آپ نے ادارہ تحقیقات اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کو بطور عطیہ دے دیا۔[9]

وفات:

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا انتقال 17 دسمبر 2002ء کو ہوا۔[10]

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا سیرت نگاری میں اسلوب منہج

قرآن مجید:

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی معلومات کا پہلا مآخذ قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید اسلامی تعلیمات کا مرجع اول ہے۔ اس میں تمام کلی قواعد اور ان کی تفصیلات مذکور ہیں۔ قرآن مجید کے ماخذ ہونے کی پہلی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید وہ کتاب ہے جو ہر قسم کے شک و شبہ سے پاک ہے۔ قرآن مجید کے آغاز میں ہی اس بات کا اعلان ہے۔

ذلک الکتب لاریب فیہ [11]

یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی قسم کا شک نہیں لاریب ہونے کے ساتھ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ پاک پر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لحفظون۔[12]

بے شک ہم نے قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

قرآن سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

1۔ قرآن مجید رب العالمین کا نازل کردہ کلام حق ہے۔

الحق من ربک فلا تکن من الممترین۔[13]

تیرے رب کی طرف سے حق یہی ہے خبردار شک کرنے والوں میں نہ ہونا۔

2۔ قرآن سے ملنے والا علم وہ حق ہے جس کے مقابلے میں ظن وگمان کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

وَاِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ قَالُوْا اٰمَنَّا بِہٖ اِنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَا اِنَّا کُنَّا مِنْ قَبْلِہٖ مُسْلِمِیْنَ[14]

اور جب اس کی آیتیں ان کے پاس پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ اس کے ہمارے رب کی طرف سے حق ہونے پر ہمارا ایمان ہے ہم تو اس سے پہلے ہی مسلمان ہیں۔

3-اس کلام کو اللہ نے نازل کیا ہے اور وہی اس کی حفاظت کرے گا۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ[15]

ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

4۔ باطل نہ اس کلام کے آگے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِالذِّکْرِ لَمَّا جَآءَھُمْ وَاِنَّہٗ لَکِتٰبٌ عَزِیْزٌ[16]

جن لوگوں نے اپنے پاس قرآن پہنچ جانے کے باوجود اس سے کفر کیا، وہ بھی ہم سے پوشیدہ نہیں) یہ (ا) باوقعت کتاب ہے

5۔ قرآن کریم اوگوں کے اختلافات کا فیصلہ کرنے کے لئے۔۔۔۔۔ گئی ہے۔

کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً فَبَعَثَ اللّٰہُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ وَاَنْزَلَ مَعَھُمُ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِیَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ فِیْمَا اخْتَلَفُوْا فِیْہِ وَمَا اخْتَلَفَ فِیْہِ اِلَّا الَّذِیْنَ اُوْتُوْہُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْھُمُ الْبَیِّنٰتُ بَغْیًا بَیْنَھُمْ فَھَدَی اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِیْہِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِہٖ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ[17]

دراصل لوگ ایک ہی گروہ تھے (1) اللہ تعالی نے نبیوں کو خوشخبریاں دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ سچی کتابیں نازل فرمائیں، تاکہ لوگوں کے ہر اختلافی امر کا فیصلہ ہوجائے۔ صرف ان ہی لوگوں نے جو اسے

دیئے گئے تھے، اپنے پاس دلائل آچکنے کے بعد آپس کے بغض وعناد کی وجہ سے اس میں اختلاف کیا (۲) اس لئے اللہ پاک نے ایمان والوں کی اس اختلاف میں بھی حق کی طرف اپنی مشیت سے رہبری کی (۳) اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے سیدھی راہ کی طرف رہبری کرتا ہے۔

6۔ یہی وہ کتاب ہدایت ہے جس کو ترک کر دینے کا مقدمہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے حضور رسول اللہ ﷺ تین ہم اپنے مخالفین کے حوالے سے پیش کریں گے۔

وَقَالَ الرَّسُولُ يُرَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا[18]

اور رسول کہے گا کہ اے میرے پروردگار! بیشک میری امت نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا(۱) قرآن کریم کے بعد ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی معلومات کا ماخذ زیادہ تر دو فرانسیسی کتب Dict de Hist et de Geog EISE اور Dict de theol, cath رہی ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر کتب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

طبقات ابن سعد:- (1308ھ تا1322ھ)

یہ کتاب کل آٹھ حصوں پر یہ کتاب علامہ ابن سعد بصری نے لکھی تھی جو کہ آج سے تقریبا12 سو سال پہلے فوت ہوئے تھے۔ ان کی یہ تصنیف عربی زبان میں تھی۔ اس کتاب کے پہلے دوحصے مشتمل ہیں اگلے پانچ حصے صحابہ اور تابعین کے احوال پر مشتمل ہیں اور آخری حصے میں صحابیات اور مصالحات کے تذکرے ملتے ہیں۔ یہ کتاب الطبقات الکبیر کے نام سے بھی مشہور ہے۔ یہ کتاب اسلام کی پہلی دو صدیوں کے حالات پر ایک بے مثال تالیف ہے۔ یہ کتاب سیرت نبوی کے نہایت قدیم اور قیمتی ماخذ میں شمار ہوتی ہے اس کتاب کی زیادہ تر روایات درست مانی جاتی ہیں۔[19]

السیرۃ النبویۃ / السیرۃ الدحلانیہ:۔(1231ھ تا1302ھ)

اس کتاب کے مصنف شیخ سید احمد بن زینی دحلان مکی ہیں۔ یہ اپنے زمانے میں مفتی فقیہ، مورخ اور امام الحرمین تھے۔ ان کی کتاب السیرۃ النبویہ سیرت مبارکہ کی نہایت قدیم ماخذ کے طور پر جانی جاتی ہے، انہوں نے اپنی کتاب میں آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ کے علاوہ آپ ﷺ کے معجزات اور خصوصیات کا ذکر بھی کیا ہے۔ ان کی یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔[20]

سیرت ابن ہشام(2)

یہ کتاب السیرۃ النبویہ کے نام سے بھی جانی جاتی ہے اس کتاب کے مولف ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب حمیری ہیں۔ یہ ابن ہشام کے نام سے مشہور ہیں۔ اس کتاب کو اولین سیرت کی کتاب مانا جاتا ہے۔ یہ کتاب در اصل سیرت ابن اسحاق کی تلخیص کر کے تیار کی گئی ہے۔ اس کتاب میں چند چیزوں کا اضافہ اور بعض چیزوں کی تجدید کی گئی ہے۔ اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اس کی درجنوں تلخیص ہوئیں جن میں سے الروض انف زیادہ مقبول ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے الروض انف سے بھی استفادہ کیا ہے۔'

کتاب الخراج(113ھ تا182)

اس کتاب کے مصنف امام ابو یوسف ہیں۔ یہ کتاب امام صاحب نے خلیفہ ہارون الرشید کے کہنے پر لکھی تاکہ خلیفہ اس کتاب کی روشنی میں خراج اور دیگر مالیاتی امور پر قرآن وسنت کے مطابق احکامات جاری کر سکے اور عوام الناس کی آسانی کی خاطر ان پر ظالمانہ ٹیکسوں کا خاتمہ ہو سکے ۔ اس کتاب میں خراج کے علاو و دیگر امور حکومت سے متعلق احکامات بھی ہیں۔ خبر رسانی کے محکمے سے متعلق احکامات کے ساتھ ساتھ جنگی قوانین اور صلح کے اصول وضوابط کو بھی درج کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اس کتاب کو قدیم اور اہم دستاویز ہونے کی حیثیت حاصل ہے اور اس میں آپ ﷺ کے نظام حکمرانی کو مکمل تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب نئے محققین کے ساتھ ساتھ طالب علموں کے لئے بھی مفید معلومات کا ذخیرہ رکھتی ہے۔ ان معلومات کی روشنی میں محققین کی اسلام کے نظام حکمرانی سے اہم نتائج اخذ کر کے امت مسلمہ کے جدید مسائل کا حل پیش کرتے ہیں۔[21]

کتاب الاموال(159 تا2224)

یہ کتاب دوسری صدی ہجری کے مشہور عالم دین کی ہے۔ اس کتاب کے مصنف امام ابو عبد القاسم بن محمد ہیں۔ یہ کتاب عربی زبان میں لکھی گئی۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ مولانا عبد الرحمن طاہر سورتی نے کیا۔ یہ کتاب دو جلدوں پر ہے۔ یہ کتاب مسلمانوں کی فتوحات کے دوران لکھی گئی جب خلافت قائم تھی۔ اس کتاب کو اقتصادیات سے متعلق لکھی جانے والی کتب میں بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔[22]

کتاب لازمنہ

اس کتاب کے مصنف ابن ماسویہ ہیں جو کہ ایک طبیب تھے ابن ماسویہ گندی شاپور میں پیدا ہوئے اور سامرا میں 243ھ میں فوت ہوئے۔ ابن ماسویہ نے مرنے کے وقت بطور وراثت چالیس کے قریب کتب اور رسالے چھوڑے ان کی معروف کتب میں سے ایک کتاب الازمنہ ہے۔ طب کی کتب میں ان کی کتب کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، اگر یوں کہا جائے کہ ان کی کتب شعبہ طب کے اولین ماخذ کا درجہ رکھتی ہیں۔ تو غلط نہ ہوگا۔[23]

فتوح البلدان:(2700190ھ)

یہ عربی کتاب ہے اس کتاب کے مصنف ابو الحسن احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد المعروف علامہ بلازری ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب میں آپ کے غزوات اور دیگر علاقوں خصوصاً شام۔ مصر، سندھ، آرمینیا، عراق، فارس کی فتوحات کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اس کے مصنف نے تمام علاقوں میں خود سفر کر کے علاقائی حالات سے مکمل طور پر آگاہی حاصل کرنے کے بعد حالات وواقعات کو قلم بند کیا ہے۔[24]

تاریخ یعقوبی

یہ کتاب احمد بن یعقوب بن جعفر وہب بن واضح یعقوبی کی ہے اس کتاب کو کتاب التاریخ بھی کہا جاتا ہے۔ ان کتاب کے دو حصے ہیں پہلے حصے میں قبل از اسلام کے واقعات درج ہیں اور دوسرے حصے میں بعد از اسلام کے واقعات کو قلم بند کیا گیا ہے یہ کتاب عرصہ دراز سے محققین کے لئے علمی سرمائے کا ذریعہ رہی ہے اور محققین اس کتاب کے علمی طور پر معلومات حاصل کرتے رہے ہیں۔ اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اس کے مصنف نے قرآن کریم، دیگر کتب در سائل، صحیفوں اور یہودیوں اور عیسائیوں کی مقدس کتب سے معلومات حاصل کرنے کے بعد اس کتاب میں درج کی ہیں۔ مصنف نے کتاب کے دوسرے حصے میں روایات کی تحقیق اور انتخاب کی روش سے بھی آگاہ کیا ہے۔ مصنف کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے احادیث کے راویوں مورخین کی روایات کی چھان بین اور ان کے باہمی مشترکہ نکات کو قلم بند کیا ہے۔ مصنف نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں دوسری اور تیسری صدی ہجری کے مشہور نسب شناسوں کے نام بھی لکھے ہیں۔ اس کتاب کو محمد ابراہیم آیتی نے فارسی زبان میں ترجمہ کیا جو کہ تہران سے شائع ہوا۔ اردو زبان میں اس کا ترجمہ مولانا اختر فتح پوری نے کیا اور اسے دو جلدوں میں شائع کیا۔[25]

تاریخ طبری(224تا310ھ)

یہ کتاب ابن جریر طبری کی ہے۔ ان کا پورا نام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری ہے۔ اس کتاب کا دوسرا نام تاریخ الرسل والملوک ہے۔ عام طور پر اس کتاب کو تاریخ طبری کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ کتاب کل سات جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی جلد دوم میں آپ ﷺ کے زمانے سے حضرت عمر فاروق کے زمانے تک کے احوال بیان کیئے گئے ہیں۔ اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اس میں تمام تر معلومات کو باقاعدہ سند کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہ معلومات کے لئے تحقیق میں فائدہ مند اور آسانی کا باعث بنتی ہیں اس کتاب کی جامعیت کو اس لئے خاص مقام حاصل ہے کہ اس کے مصنف کو ضروری اور اہم مواد کی خاطر اسلامی دنیا کے علمی مراکز کی سیر و سیاحت کا موقع ملا اور انہوں نے اپنی کتاب میں آنکھوں دیکھا حال بیان کیا ہے۔ اس کتاب کی سب سے اہم خوبی اس کا116 1 صفحات پر مشتمل اشاریہ ہے جو کہ آخری جلد محققین میں شامل ہے۔[26]

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (368ھ 463)

اس کتاب کے مصنف امام ابن عبد البر ہیں یہ 368ھ میں قرطبہ میں پیدا ہوئے ان کی اس کتاب میں صحابہ کرام کے حالات زندگی کو بہت اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ابن عبد البر اپنے دور میں حافظ مغرب کے نام سے مشہور تھے۔ یہ لقب ان کو احادیث زبانی یاد ہونے کی بدولت ملا تھا۔ انہوں نے مختلف مقامات کی سیر بھی کی اور اپنے وقت کے قاضی بھی رہے۔ ان کی دو کتب بہت زیادہ مشہور ہوئیں، پہلی التمہید اور دوسری الاستیعاب ہے، مصنف نے اپنی کتاب التمہید میں حدیث مبارکہ کے اصول وضوابط کو بیان کیا ہے جبکہ دوسری کتاب الاستیعاب میں صحابہ کی زندگی پر لکھا ہے۔[27]

المبسوط سرخسی (483ھ تا 400)

یہ ایک کتاب ہے اس کتاب کے مصنف محمد بن حماد ہیں یہ پانچویں صدی ہجری میں بزرگ شخصیت کے طور پر جانے جاتے تھے یہ بڑے ہو کر امام سرخسی کے نام سے پہچانے جانے لگے۔ یہ کتاب 30 بڑی جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب امام صاحب نے دوران قید اپنے شاگردوں سے لکھوائی، یہ کتاب در اصل امام حاکم شہید کی کتاب الکافی کی شرح ہے۔ اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اس کو فقہ حنفی کے مستند ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔[28]

معجم البلدان:

یہ ایک کتاب ہے اس کے مصنف کا نام شہاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ الحموی ہے۔ یہ بغداد کے رہنے والے تھے ان کی وفات 626ھ میں حلب شہر کے باہر رباط میں ہوئی۔ اس کتاب میں مصنف نے شہروں، پہاڑوں اور علاقوں تک کے نام کو ذکر کیا ہے نیز پہاڑوں، جنگلوں اور وادیوں سے متعلق معلومات بھی دی ہیں۔ اگر اس کتاب کو اپنے دور کا عربی انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔ مصنف نے معلومات اس انداز میں جمع کی ہیں کہ کسی بھی علاقے کے حالات سے متعلق معلومات با آسانی حاصل کی جا سکتی ہیں جو کہ سیرت نگاروں کے لئے مغازی کتب کے لئے کافی سود مند ثابت ہوتی ہیں۔[29]

البدایہ والنھایۃ:

اس کتاب کے مصنف ابن کثیر ہیں (المتوفی 701 ھ تا 744 ھ)۔ اس کتاب میں 767 ھ نے 1357 ھ تک کے واقعات درج ہیں یہ کتاب کل 9 جلدوں پر مشتمل ہے دوسری جلد چھٹی جلد تک کل پانچ جلدیں سیرت مبارکہ پر مشتمل ہیں۔ ان پانچ جلدوں کو الگ سے سیرت ابن کثیر کے نام سے بھی شائع کیا جا چکا ہے اس کتاب میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر عراق و بغداد تک کے حالات بیان کئے گئے ہیں، غالب گمان یہ ہے کہ یہ سب سے پہلی تاریخی کتاب ہے۔ ابن کثیر کی اس کتاب کا مقابلہ کوئی دوسری کتاب نہیں کر سکتی۔ اس کتاب کو سیرت کے مصادر میں نہایت اہمیت حاصل ہے۔

انجیل یوحنا:

یہ عیسائیوں کی چار مقدس کتب اناجیل اربعہ میں سے ایک ہے۔ اناجیل اربعہ وہ چار کتب ہیں جو کہ عیسی علیہ السلام کے حواریوں کی لکھی گئی ہیں۔ موجودہ مسیحی علماء اسے یوحنا بزرگ کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔ اناجیل اربعہ کی چار مقدس کتب

درج ذیل ہیں۔

1۔ انجیل متی

2۔ انجیل مرقس

3۔ انجیل لوقا

4۔ انجیل یوحنا

ان تمام کتب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات کو بیان کیا گیا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام:

یہ اسلامی دنیا کے بارے میں تاریخ پر مبنی ایک دائرہ المعارف ہے تحقیقی دنیا میں اسے بہت اہمیت حاصل ہے۔ بہترین ماہرین نے ہر موضوع سے متعلق اس میں معلومات کا ذخیرہ اکٹھا کیا ہوا ہے۔ اس کو مکمل ہونے میں چالیس سال کا عرصہ لگا۔ آغاز میں اس کو انگریزی، فرانسیسی اور جرمن زبانوں میں شائع کیا گیا۔

رسول اکرم کے سیرت کا مطالعہ کس لئے کیا جائے:۔

اس مقالے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے آپ کی سیرت مبارکہ کے مطالعے کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے اور یہ بات واضح کی ہے کہ آپ کی مبارک ہستی ہر دور کے انسانوں کے لئے رہنمائی کا باعث ہے ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے مطابق آپ کی مبارک ہستی کی پیروی کرنا مسلمانوں کے لئے لازم ہے کیونکہ قرآن کریم میں اس کا حکم دیا گیا ہے۔

يَاَيُّهَاالَّذِينَ آمَنُوا اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ[30]

ترجمہ: اے ایمان والوں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ مندرجہ بالا آیت مبارکہ کی روشنی میں مسلمانوں کے لئے تو سیرت مبارکہ کی پیروی لازم ہوتی ہے لیکن غیر مسلم آپ کی پیروی کیوں کریں؟ غیر مسلم آپ کی سیرت مبارکہ کا مطالبہ کیوں کریں؟ ڈاکٹر محمد حمید اللہ اس انداز سے سیرت مبارکہ کو پیش کرتے ہیں اور واضح کرتے ہیں کہ آج تک دنیا میں کوئی بھی انسان آپ جتنا کامیاب نہیں ہوا۔ دنیا کے کسی بھی انسان نے انتہائی کم وقت میں اتنی کامیابیاں نہیں سمیٹیں جتنی آپ نے حاصل کیں۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے مطابق وہ ذات جو زندگی کے ہر شعبے میں کامیاب ہو اس کی زندگی قابل مطالعہ ہے اور پھر آپ کی ذات صرف اپنی ذات کے فائدے کے لئے نہیں بلکہ تمام انسانیت کے فائدے کی بات کرتی ہے۔ وہ شخص جو فائدے کی بات کرے اس کی بات نہ سننا سب سے بڑی حماقت ہے اور دنیا میں کونسا ایسا شخص ہوگا جس کو اپنا فائدہ عزیز نہ ہو۔ اس طرح ڈاکٹر محمد حمید اللہ خود سوال اٹھا کر اس کا موثر انداز میں جواب دے کر پوری دنیا کی نظروں میں سیرت مبارکہ کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔[31]

بعثت نبوی کے وقت دنیا کی حالت:۔

اس مقالے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے آپ کی بعثت کے وقت جو حالات تھے ان کی وضاحت کی ہے اور یہ بات واضح کی ہے کہ دنیا کو آپ جیسی مبارک ہستی کی ضرورت تھی کیونکہ دنیا اس وقت تباہی کے دہانے پر کھڑی تھی ہر جگہ لڑائی جھگڑے عروج پر تھے۔ لوگ فانی چیزوں کی بدولت ایک دوسرے کی جان کے دشمن بنے ہوئے تھے۔ ضرورت تھی کہ دنیا کے انسان کو یاد دلایا جائے کہ سب ایک ہی آدم و حوا کی اولاد ہیں اور ایسا مذہب پیش کیا جائے جو تمام انسانیت کے لئے فائدہ مند ثابت ہو اس طرح ڈاکٹر محمد حمید اللہ قارئین کو سیرت مبارکہ میں حالات و واقعات سے بھی آگاہی فراہم کرتے ہیں تاکہ قارئین سیرت مبارکہ کے وقت کے حالات سے مکمل آگاہی حاصل کرنے کے بعد سیرت مبارکہ کو ہی تناظر میں سمجھ سکیں۔[32]

عرب اور مکہ کا انتخاب دعوت اسلام کے مرکز کے طور پر

اس مقالے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے عربوں کی ان خصوصیات کا ذکر کیا ہے جن کی بدولت عرب کو دعوت اسلام کے لئے چنا گیا۔ ان خصوصیات میں عرب اور خاص کر مکہ کا ناف زمین پر ہونا بتایا ہے کہ عرب زمین کے مرکز کے طور پر ہے اور مرکز سے کسی بھی چیز کا چاروں طرف جانا آسان ہوتا ہے اور پھر عرب میں پہلے کوئی نبی بھی نہیں آیا تھا۔ عرب قوم ہر لحاظ سے ایک منظم قوم تھی اور علاقائی لحاظ سے اس قوم پر کوئی لشکر کشی نہیں ہوئی تھی۔ سب سے اہم بات عربوں کی زبان کا وہ نقطہ عروج تھا جس پر دنیا کی کوئی اور زبان نہیں پہنچی تھی۔ ان تمام خصوصیات کی بناء پر عرب ہی وہ خطہ تھا جو دعوت اسلام کے لئے موزوں تھا۔[33]

سماجی اور شہر کی زندگی:۔

اس مقالے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے آپ کی معاشرتی زندگی کی وضاحت کی ہے اور معاشرتی کردار عیاں کیا ہے۔ جس کی بدولت آپ کو صادق اور امین پکارا جانے لگا تھا اور آپ نے جس طرح ہجر اسود کے نسب کرنے والے معاملے کو حل کیا اس کی مثال دے کر یہ بات واضح کی ہے کہ لیڈر اس طرح مسائل کو حل کرتے ہیں۔ نیز اس مقالے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے آغاز نبوت اور تبلیغ دین میں پیش آمدہ مسائل کا ذکر بھی کیا ہے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سچائی اور حق کی راہ میں انسانوں کو مشکلات پیش آتی ہیں۔ انسان کو مشکلات کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھنا چاہیے اس مقالے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے رسول اکرم کے معاشرتی کردار کو بیان کرکے مستشرقین کو یاد دلایا ہے کہ تمہارے آباؤاجداد ہمارے نبی کو صادق اور امین کہا کرتے تھے۔ اگر چودہ سو سال پہلے ہمارے نبی کی ذات اخلاقی طور پر طیب تھی تو ان چودہ سو سال بعد کیسے تم ان کی شان میں

گستاخی کر سکتے ہو یا عیب نکال سکتے ہو نبی اکرم کی شان میں گستاخی کر کے دراصل تم اپنے ہی آباؤ اجداد کے اقوال کی نفی کرتے ہو۔[34]

رسول اکرم کا تبلیغ دین میں عورتوں نے کیا ہاتھ بٹایا:

اس مقالے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے عہد نبوی کی خواتین کی قابل رشک خدمات کا ذکر کیا ہے ۔ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسلم خواتین مردوں کے شانہ بشانہ اسلام کی خاطر خدمات سرانجام دیتی رہی ہیں۔ دراصل ان خدمات کا ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آج کے دور کی خواتین کو اپنا مقام و منصب پتا چل سکے اور ۵۰ خواتین اپنے آباؤ اجداد کی طرح دین کی حد میں رہ کر اپنی صلاحیتوں کو مثبت انداز میں صرف کر کے ملک و قوم کی خدمت کریں اور بی منی شیر ظلم کے تبلیغی مشن کو آگے بڑھائیں۔[35]

صلح حدیبیہ کی فتح یا عہد نبوی کی سیاست خارجہ کا شاہکار:۔

زیر نظر مقالے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے آپ کی سیاسی خوبیوں کا ذکر کیا ہے اور صلح حدیبیہ کو آپ کی سیاست کا عظیم شاہکار کہا ہے صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ نے دین کے دشمنوں کو سیاسی طور پر ان کی شرائط مان کر شکست دی یہ وہ موقع تھا جب دشمن تعداد میں زیادہ تھے اور مسلمان تعداد میں کم تھے حالات اس بات کے متقاضی تھے کہ دشمنوں کو دو حصوں میں بانٹا جائے اور پھر کسی ایک سے صلح کر کے دوسرے کو شکست دی جائے اب سوال یہ تھا کہ کسی دشمن سے صلح کی جائے تو آپ نے اس دشمن کا انتخاب کیا جو قول و قرار کا پکا تھا یعنی کہ قریش مکہ ۔ آپ نے قریش مکہ سے معاہدہ امن کیا اور قریش مکہ کی ناپائیدار شرائط کو مان لیا اور بدلے میں دس سال کا معاہدہ امن اور خیبر کے یہودیوں کی ناطرف داری کی مہمانت لی۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اس چیز کو آپ کی دور اندیش سیاسی حکمت عملی کہا ہے کہ زیادہ نقصان سے کم نقصان بہتر ہے اور نقصان بھی اس نوعیت کا نہیں تھا کہ مسلمان اس کو برداشت بنا کر سکیں۔ دراصل قریش مکہ کی شرائط خود قریش مکہ کے نقصان میں تھیں۔ قریش مکہ اپنی ذاتی برتری کی بدولت شر انکا سامنے لائے تھے جبکہ آپ نے تمام مسلمانوں کے فائدے کو مد نظر رکھا۔

مثلاً آپ کو اللہ کا رسول نہ ماننا خود قریش مکہ کا دینی نقصان تھا اس میں مسلمانوں کو کوئی نقصان نہیں تھا اور آپ کو رسول اللہ لکھنے کی بجائے محمد ابن عبد اللہ لکھنے میں کوئی خاط بات نہیں تھی مسلمانوں کو اگلے سال عمرہ ادا کرنے کی اجازت اور اس سال خالی واپس جانے میں کوئی نقصان

نہ تھا کیونکہ تب عمرہ فرض ہی نہیں تھا۔ قریش کی طرف سے بھاگ کر آنے والے کی واپسی پر اس مسلمان کے دین کا امتحان تھا جس پر صبر کرنے پر اجر تھا۔ اور مسلمانوں کی طرف سے بھاگ کر قریش کا۔ کی طرف جانے والے کی نہ واپسی پر اس مرتد یا منافق کی سزا موت کے علاوہ کیا ہو سکتی تھی جس کو آپ نے تسلیم کیا۔ جنگ بندی کی شرائط خود مسلمانوں کے حق میں تھی بلکہ مسلمانوں کو موقع مل گیا کہ پر سکون طریقے سے خیبر کے یہودیوں سے نمٹا جائے۔ اس طرح آپ نے اپنی بہترین سیاسی حکمت عملی کی بدولت ایک بڑے دشمن کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے شکست دی۔[36]

فتح مکہ انسانیت کی فتح:۔

زیر نظر مقالے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے آپ کی قائدانہ صلاحیتوں کا ذکر کیا ہے جن کی بدولت آپ نے مکمل رازداری کے ساتھ نا صرف مکہ فتح کیا بلکہ فتح مکہ کے دن عام معافی کے اعلان سے لوگوں کے دل بھی فتح کر لئے۔ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اس چیز کو انسانیت کی فتح قرار دیا شیطانیت پر دنیا کا کوئی بھی جنگجو ایسا نہی جس نے بغیر قتل و غارت کے کوئی جنگ جیتی ہو۔ اول تو ایسے کسی نے جنگ جیتی نہیں اگر جیتی بھی تو لوگوں کے دل نا جیت سکا۔ یہ اعزاز صرف آپ کو حاصل ہے کہ آپ جیسے دور اندیش فاتح نے بعد از فتح اپنے اس مقصد کو بھی پالیا جس کے لئے اللہ تعالی نے آپ کو مبعوث کیا تھا وہ کہ جو پہلے آپ کے دشمنوں کا گڑھ بن چکا تھا۔ عام معافی کے اعلان کے بعد آپ کی رسالت کا گواہ بن گیا اور مکہ کی تمام تر فضا کلمہ طیبہ کے نعروں سے گونج اٹھی۔[37]

امہات المومنین ازواج مطہرات نبوئی اور عہد نبوی میں بین الاقوامی عصبیتوں کو دور کرنے کی بعض تدبیریں:

زیر نظر مقالے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے رسول اکرم کے خارجی تعلقات کی بہتری کے لئے کی جانے والی کاوشوں کا ذکر کیا ہے مندرجہ ذیل سطور میں آپ کی کاوشوں کا چیدہ چیدہ ذکر کیا گیا ہے آپ نے توحید پر تمام لوگوں کو اکٹھا کیا اور سب کو ایک خدا کی عبادت کی دعوت دی تاکہ لوگ ایک مرکز پر جمع ہوں۔ توحید پر قائل کرنے کے بعد آپ نے مساوات کی تعلیم دی اور خود بھی اس پر عمل کر کے دکھایا تاکہ تمام لوگوں کے دلوں سے نفرتیں دور ہوں اور لوگ ایک دوسرے کی خاطر زندگی گزاریں آپ نے تمام لوگوں کے قبیلہ قانون اور قیادت کو ایک قرار دیا اور لوگوں میں مساوات قائم کی۔ اس بات سے واضح ہوتا ہے کہ جب تک مسلمان ایک ناہوں گے تب تک عالم کفر کا مقابلہ نہ کر سکیں گے عالم اسلام کی فلاح ایک ہی دین کی چھتری تلے مضمر ہے۔

زیر نظر مقالے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے مستشرقین کی جانب سے تعداد ازواج پر اٹھائے جانے والے سوالات کا خوبصورت انداز میں جواب دیا ہے اور واضح کیا ہے کہ آپ نے بین الاقوامی تعلقات کو فروغ دینے کے لئے نکاح کئے تاکہ بین الاقوامی سطح پر خوشگوار تعلقات کی بنیاد قائم کی جا سکے۔

آپ کی تمام ازواج کا کسی خاص علاقے اور قبیلے سے تعلق ہونا اس بات کی علامت ہے کہ نکاح کی بدولت خوشگوار تعلقات قائم ہوں۔

اہل کتاب کو آپ نے براہ راست تنقید کا نشانہ نہیں بنایا بلکہ پہلے ان کے پیغمبروں کو اپنا دوست اور بھائی کہہ کر مخاطب کیا تاکہ لوگ آپ کی بات سننے کے لئے آمادہ ہوں پھر آپ نے واضح کیا کہ گذشتہ انبیاء اور دین اسلام کے بنیادی نکات ایک جیسے ہیں ان میں کوئی فرق نہیں۔[38]

زیر نظر مقالے میں ڈاکٹر حمید اللہ نے واضح کیا کہ معاشرے کی بہتری کے لئے تمام لوگوں کو توحید، مساوات قانون میں برابری اور ایک مخصوص اور مخلص قیادت کے زیر اثر کرنا بنا ہو گا تب جا کر معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو گا۔

بعثت نبوی کے وقت کی چند عالمگیر گھتیاں اور ان کا اسلامی حل:

زیر نظر مقالے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے بعثت نبوی کے وقت کے حالات کا ذکر کیا ہے کہ اس وقت دنیا کن برائیوں کا شکار ہو چکی تھی اور پھر آپ ان برائیوں کا کیسے خاتمہ کیا۔ بعثت نبوی کے وقت دنیا قومیت، جات پات، انتقام، رانتقام، مال کی محبت، لالچ، نفسا نفسی کے سحر میں مبتلا ہو چکی تھی۔ آپ نے اپنے اعلیٰ اخلاق کی بدولت ان تمام برائیوں کا سدباب کیا جس سے لوگ دین کی تعلیمات سے متاثر ہوئے کہ آخر وہ کونسی تعلیمات ہیں جن کی بناء پر کوئی شخص اس قدر مہربان ہو سکتا ہے۔ دراصل فتح مکہ کے موقع پر آپ کی جانب سے کی جانیوالی مہربانی سے لوگ متاثر ہوئے تھے یہی وہ وقت تھا جب مفتوحین کو آپ دوسرے حاکین سے مختلف اور شفیق معلوم ہوئے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ اس عام معافی کے اعلان کو آپ کی حقیقی فتح قرار دیتے ہیں کہ اگر آپ دیگر فاتحین کی طرح بعد از فتح ظلم و ستم اور اوٹ مار کی اجازت دے دیتے تو نتائج مختلف ہونے تھے۔ یہی آپ کا طرز عمل تھا جس کی بدولت آپ نے لوگوں کے دلوں میں دین کے کامل اور مکمل ضابطہ حیات ہونے کی اہمیت کو اجاگر کیا۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ واضح کرتے ہیں کہ دیگر مذاہب کے لوگ چاہے اسلام کے احسانات کا اقرار نہ کریں مگر آپ کی کوششوں کے نتیجے میں توحید کے قائل ضرور ہو چکے ہیں اور چند ایک امور

یعنی آخرت، حساب کتاب پر یقین باقی رہ گئے ہیں اگر دنیا ان کو بھی جان لے تو دنیا میں امن کی فضا قائم ہو سکتی ہے۔[39]

انسانیت کا منشور اعظم

زیر نظر مقالے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے خطبہ حجۃ الوداع کو انسانیت کی فلاح کا سب سے بڑا قانون قرار دیا ہے خطبہ حجۃ الوداع کے تمام احکامات قرآن کے احکامات پر مبنی ہیں۔ آپ کا آخری قول کہ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں (قرآن اور سنت) جب تک تم لوگ ان کے مطابق عمل کرو گے کامیاب رہو گے اور جب تم ان سے منہ پھیروں سے تو ذلیل در سوا ہو جاؤ گے۔ یہ خطبہ اس بات کا گواہ ہے کہ دنیا کا کامیاب ترین شخص کامیابی کی کنجی لوگوں کے حوالے کر گیا ہے اب اگر مسلمان قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزاریں گے تو دنیا کی کوئی طاقت مسلمانوں کو شکست نہیں دے سکے گی۔ آج گر امت مسلمہ کے حالات ناسازگار ہیں تو اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے قرآن اور سنت سے پیٹھ پھیر لی ہے جس کی بدولت دیگر اقوام مسلمانوں پر حاوی ہو گئی ہیں۔ مسلمانوں نے قرآن و سنت بیت عظیم قانون کو ترک کر کے غیروں نے اسلامات سے مطابق زندگی گزارنا شروع کر دی ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے حقیقی رہنمائی کی ہے وہی کریں تاکہ کامیاب ہو سکیں۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے قرآن اور سنت کو ہی منشور اعظم قرار دیا ہے یہ نا صرف امت کے لئے بلکہ پوری دنیا کی فلاح قرآن و سنت کے احکامات میں مضمر ہے۔[40]

ارکیا اللہ کے مقالہ بہاتے اور "وضاحت اول الرحمہ اللہ میں وہ قابل نصیت ہیں جنہوں نے یہ تے انگاری کو ایک نیا رنے دیا۔ پہلے تمام یات کا آپ کی زندگی او زمانے کی ترتیب کے لحاظ سے مدون کرتے تھے :۔ الٹر محمد ید اللہ نے مختلف مقالہ بات کی بدمات بدید وانات کے تحت بہت ہار کر لی تدوین کی ہے مثال۔ مسلح م. کی رفع یا بد نبوی کی سیاست خارجہ کا شاہکار دیکر قوانین سیرت اکاری میں عام انداز اپناتے تھے

یعنی سیرت مبارکہ کو بق امور قصوں کی صورت میں بیان کرتے تھے۔ دیا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے سیرت مبارکہ میں تحقیقی انداز کو اپنایا ہے۔ مثال ڈاکٹر محمد حمید اللہ اپنی کتاب ،-ول الرم کی سیاسی زندگی میں تحقیقی اور سوالیہ انداز میں مقالہ جات کو پیش کرتے ہیں۔

1. آپ ؐ کی سیرت کا مطالعہ کس لئے کیا جائے؟
2. ختم المرسلین کیلئے آپ ؐ کے انتخاب کی وجہ؟

3. رسول اکرم کا تبلیغ دین میں عورتوں نے کیا ہاتھ بٹایا؟
4. نجاشی کو بھیجے جانے والے ذات معلوم ہوتا ہے کہ آپ اور نجاشی کے درمیان دوستانہ تعائمات تھے۔ آپ کا، در نجاشی تک پہنچانے والے قاصد (مرو بن امیہ ضمری) کے نجاشی کے ساتھ کیا تعلقات تھے۔'

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی سیرت نگاری کی مخصوصیات:۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ ایک حقیقت پسند سیرت نگار تھے۔ وہ بات جو کہ حقائق پر مبنی ہوتی اس کو بیان کرنے میں کوئی نہیں کرتے تھے۔

اپنی کتاب رسول اکرم کی سیاسی زندگی میں لکھتے ہیں کہ آپ جونیز گھرانے کے جونیئر فرد تھے جس کی بدولت آپ کو نبی تمام کرنا بنی امیہ ہی کو نہیں خود بنی ہاشم کے سینئر افراد کو بھی منظور نا تھا جس کی بدولت سر پر ست چچا ابو طالب کو زندگی مھر اپنے سے کھونے کی یہ حیثیت وقار کرنا اوقات کے خلاف نظر آتا تھا۔ ذا تنفر محمد حمید اللہ کا انداز تحقیق منفرد تھا جو کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے مقالہ جات کے عنوانات سے ہی واضح ہو جاتا ہے۔ انم محمد حمید اللہ موجودہ حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے تحقیق اقدامات کی جستجو کرتے رہتے تھے۔ مثال:- اپنی کتاب رسول اکرم کی سیاسی زندگی میں ایک مقالے کا عنوان ہے اصل مکتوب نبوئی بنام نجاشی کی نئ دستیابی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ڈاکٹر صاحب صرف پرانے ماخذوں سے حاصل کردہ معلومات پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ جیسے تی سیرت مبارکہ سے متعلق کوئی نئ چیز دستیاب ہوتی تو پوری کوشش کر کے اسے حاصل کرتے تاکہ معلومات کو جاندار بتایا جائے۔

دفاعی نوعیت کی سیرت نگاری:۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اپنی مختلف زبانوں پر عبوری صلاحیت کی بدولت سیرت مبارکہ کے محافظ ہونے کا کردار بھی ادکیا ہے

مثال:-

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اپنی کتاب رسول اکرم کی سیاسی زندگی میں غیر مسلم مولفین کے اعتراضات کے جوابات بھی دیتے ہیں جو کہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے سیرت مبارکہ پر دفاعی حیثیت سے بھی کام کیا ہے۔

عنوانات: جدید

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے سیرت نگاری میں جدید عنوانات کو فروغ دیا جس سے سیرت مبارکہ سے انہیں رکھنے والے اور اسب مضمون کے لئے نئے عنوانات کی راہیں ہموار ہوئیں۔

صلح حدیبیہ کی فتح یا عہد نبوی کی سیاست خارجہ کا شاہکار۔

سیرت کے واقعات سے اہم نتائج اخذ کرنا:۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی سیرت نگاری کی ایک منفرد خوبی یہ بھی ہے کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ سیرت طیبہ کے واقعات سے ہم نہ سنخ اخذ کرتے ہیں جن کی بدولت قاری کی دلچسپی سیرت مبارکہ کی طرف مزید بڑھتی ہے اور نتائج اس انداز میں بیان کرتے ہیں کہ آئندہ آنے والی نسلوں کو سیرت مبارکہ میں اپنے لئے راہنمائی معلوم ہوتی ہے۔ **مثال:**

رسول اکرم کی سیاسی زندگی اس کتاب میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے فتح مکہ میں آپ کی ذات کو دنیا کا کامیاب لیڈر قرار دیا جس نے اپنی تمام تر دفاعی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے بغیر خون خرابے کے مکہ کو فتح کیا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے آپ کی قائدانہ صلاحیتوں کا ذکر اس انداز میں کیا کہ آپ دنیا کی وہ پہلی ہستی ہیں جنہوں نے مکہ کے ساتھ ساتھ لوگوں کو معاف کر کے لوگوں کے دل جیت لیے وہ مقصد جس کے لئے آپ کی ذات کو مبعوث کیا گیا تھا یعنی توحید خداوندی آپ نے فتح مکہ کے دن دشمنوں کو عام معافی کا اعلان کر کے حاصل کیا جس کے نتیجے میں دشمنوں نے بھی کلمہ حق بلند کر دیا اور پورا مکہ کلمہ طیبہ کی صداؤں نے گونج اٹھا۔

نتیجہ:

محبت اور رحم دلی اور اسلام کی پیروی کی بدولت بڑے سے بڑے دشمن کے دل کو بھی موم کیا جا سکتا ہے۔

منفرد حقائق اور سیرت مبارکہ پر مزید غور و فکر کی دعوت:۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی سیرت نگاری کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے پھر ان حقائق او توانا۔ منے لاتے ہیں اور پھر ان حقائق پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں اور دوسروں کو اپنی رائے کی پیچ دی کرنے پر مجبور نہیں کرتے جبکہ مزید تحقیق کی دعوت دیتے ہیں اور نتائج کی بدالت فیصلہ قاری پر چھوڑ دینے ہیں۔

اپنی کتاب رسول اکرم کی سیاسی زندگی میں واقعات کی تاریخوں پر اختلاف کرتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار کیا مثال کری پر ویز کا اپنے بیٹے کے ہاتھ قتل ہونا۔ اس قتل کی اطلاع آپ تک پہنچنا وغیرہ کی تاریخوں اور واقعات کے بارے میں اپنی رائے ظاہر کر دی اور یہ بھی لکھ دیا کہ۔

مجھے ان اخذ کردہ نتائج پر اصرار نہیں اگر اہل علم ان کی اصلاح کر سکیں تو سیرت نبویہ کی ایک الجھن رفع ہو سکے گی۔

گمشدہ کتب کی تلاش کی جستجو:

ڈاکٹر محمد حمید اللہ تحقیق و تفتیش کے شوقین تھے۔ ڈاکٹر محم حمید اللہ تب تک اپنے قلم کو حرت میں نالاتے جب تک وہ معلومات پر مکمل رسائی ناحاصل کر لیتے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر محم حمید اللہ کا سب سے اہم کارنامہ نایاب ذخیرہ حدیث صحیفہ تمام بن منبہ کی تحقیق واشاعت ہے اس کے علاوہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے ہمام بن منبہ کی احادیث کا بخاری و مسلم سے تخریج الحہ وبیت کا کام بھی انجام دیا۔ ہمام بن منبہ کے شاگرد معمر بن راشد کا صحیفہ بھی ڈھونڈا ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے سیرت مبارکہ کے غزوات سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے خود مدینہ منورہ میں جا کر ان مقامات کا مشاہدہ کیا جہاں غزوات پیش آئے مقامی لوگوں سے سوال و جواب کرتے پھر مقامات کے نقشے تیار کرتے سیرت مبارکہ میں اس حد تک جا کر کام کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔[41]

کہا تمہارا ڈاکٹر محمد حمید اللہ اس کا خوب استعمال کرتے اور سیرت نگاری میں نہیں محمل ان کو منفرد بناتا ہے۔

اس حوالے سے ڈاکٹر محمد حمد اللہ اپنی سیرت نگار کی میں سوالیہ انداز اپناتے ہیں۔ جنگ احد کے بارے میں ڈاکٹر صاحب سوال اٹھاتے ہیں کہ یہ مدینہ کے سامنے کی بجائے شہر کے پیچھے کیوں: ولی؟ اسی طرح آپ کی سیرت مبارکہ کے مطالعے کے حوالے سے سوال اٹھاتے ہیں کہ آخر 1400 سال پہلے گزر جانے والے شخص کی زندگی کا مطالعہ کیوں کیا جائے؟

ڈاکٹر محمد حمید اللہ آپ کی تاریخ پیدائش 17 جون 569 بتائی ہے حالانکہ دیگر سیرت نگار 1 57 بیان کرتے ہیں۔ اس طرح ڈاکٹر محمد حمید اللہ سیرت مبارکہ کو اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ مرد و عورت دونوں کی دلچسپی سیرت مبارکہ سے بڑھ جاتی ہے۔

مثال:

اس طرح کے عنوانات قائم کر کے ڈاکٹر محمد حمید اللہ سیرت مبارکہ کو پیش کرتے ہیں جس سے ہر پیاسہ اپنی پیاس سیرت مبارکہ سے بجھا سکتا ہے ڈاکٹر محمد حمید اللہ سیرت پر کام کرتے وقت سب سے پہلے گذشتہ حالات سے آگاہ کرتے ہیں تاکہ اس وقت کے اور ماحول کا اندازہ بھی لوگوں کو ہو سکے۔

اپنی کتاب رسول اکرم کی سیاسی زندگی میں آپ کے دور کے حالات سے آگاہ کرتے ہیں کہ آپ کے دور میں عرب کے دیگر اقوام سے کسی نوعیت کے تعلقات تھے۔ اس سلسلے میں مقالہ جات کے عنوانات کچھ اس طرح کے قائم کرتے ہیں۔

عہد نبوی کے عربی ایرانی تعلقات

عہد نبوی میں یہود

سیرت مبارکہ کا نیا اور دلچسپ انداز:

ڈاکٹر محمد حمید اللہ آپ کی زندگی کو دیگر موافنین کے مقابلے میں نے اور دلچسپ انداز میں پیش کر۔ ارتی خود بخود میرت مبارکہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ کہ ستے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی کتاب رسول اکرم کی سیاسی زندگی کے چند مقالا جات کے عنوانات یہ نہیں: عہد نبوی کی سیاسی دستاویزیں:۔

عہد نبوی کی سیاسی دستاویزیں۔

یہ وہ عنوان ہے جس پر شاید ہی کوئی مسلمان ہو جو ایسا عنوان پڑھنے کے بعد اپنے نبی کی سیاسی دستاویزوں کو جاننا چاہتا ہوں۔ امہات المومنین ازواج مطہرات نبوی اور عہد نبوی میں بین الاقوامی عصبیتوں کو دور کرنے کی بعض تدبیریں یہ بھر انتہائی اہم عنوان ہے ہر مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی یہ جاننے کے خواہشمند ہوتے ہیں کہ دنیا کے کامیاب ترین شخص نے نی ازواج کے ساتھ کس طرح زندگی گزاری آج کے دور میں جہاں ایک بیوی کے ساتھ زندگی گزارنا محال ہے آخر آپ نے پیش تمام ازواج کے ساتھ کس طرح زندگی گزاری؟ اور پھر ان ازواج کی بدولت آخر کس طرح بین الاقوامی عصبیتوں کا خاتمہ کیا۔

بعثت نبوی کے وقت کی چند عالمگیر گتھیاں اور انکا اسلامی حل۔

یہ بھی انتہائی اہم عنوان ہے جس کے پڑھنے کے بعد ہر شخص یہ جاننا چاہتا ہے کہ آخر آپ کے دور میں وہ کونسی مشکلات اور مسائل درکار تھے جن کا آپ نے اسلامی طریقہ کے مطابق نا صرف حل پیش کیا بلکہ خود اسلام کے عین مطابق ان مسائل کو کیا۔

4مکتوبات نبوی:

یہ بھی ایسا عنوان ہے جس کے پڑھنے کے بعد ہر شخص یہ جاننا چاہتا ہے کہ آپ اپنے دور میں کس طرح خط و کتابت کرتے تھے۔ آپ کے خطوط کا انداز کیا تھا؟ کیا آپ خود مخطوط لکھتے تھے پاک اب موجود تھے؟ آپ کی ذات مبارکہ ان کے نب سے مشہور تھی تو پھر آپ نے خط و کتابت کیسے کی؟ اگر کاب موجود تھے تو خطوط کس علاقے اور شخصیت کی طرف بھیجے گئے؟ یہ تمام وہ سوالات ہیں جو کہ کسی بھی شخص کے دماغ میں اٹھتے ہیں انہی سوالات کی بدولت قاری سیرت مبارکہ کے دلچسپ عنوانات کی طرف مائل ہوتا ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا مستشرقین کے اعتراضات کا منفرد انداز میں جواب:۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا زیادہ تر وقت مغرب میں گزرا اس حوالے سے ڈاکٹر محمد حمید اللہ کو مغربی زبانوں اور کتب تک با آسانی رسائی حاصل تھی جس کے باعث ڈاکٹر حمید اللہ مستشرقین کو آڑھے ہاتھوں لیتے ہوئے ان کے تمام اعتراضات کا تسلی بخش جواب دیتے ہیں۔

مثال:

مستشرقین یورپ مسٹر ڈنلاپ Donlop کا یہ کہنا تھا کہ آپ خود کو عالمگیر نبی نہیں کہتے تھے آپ صرف عرب کی اصلاح کے لئے آئے تھے۔ اور آپ نے کوئی بھی خط کسی بادشاہ یا علاقے کی طرف نہیں بھیجا تھا۔ بعد میں مسلمانوں کو جب یہ پتا چلا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواری پوری دنیا میں تبلیغ کے لئے بھیجے تو مسلمانوں نے اپنے نبی کی شان بڑھانے کی خاطر اپنے نبی کو عالمگیر نبی قرار دینا شروع کر دیا اور ساتھ ہی جعلی خطوط کا دعویٰ کیا کہ یہ ہمارے نبی نے مختلف بادشاہوں اور علاقوں کی طرف بھیجے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے نہایت خوبصورت انداز میں جواب دیا کہ قرآن کی کئی آیات آپ کو عالمگیر نبی ثابت کرتی ہیں اور رہی بات عیسیٰ علیہ السلام کی تو انہوں نے خود کو عالمگیر نبی کبھی نہیں کہا اور انجیل میں کئی جگہ مذکور ہے کہ وہ صرف بنی اسرائیل کے نبی ہیں حتی کہ اپنے مبلغوں کو بھی ہدایت کی تھی کہ غیر یہودیوں میں تبلیغ نہ کرنا اور جہاں تک خطوط کی بات ہے کہ تو ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے کہا کہ تمام خطوط پر ایک ہی مہر لگی ہوئی ہے اور اعراب کے بغیر ہیں جو کہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خطوط اصلی

ہیں کیونکہ اعراب اور نقطوں کا رواج بعد میں قائم ہوا۔ اور ساتھ ہی یہ کہ تحریر کا انداز بھی خاصا پرانا ہے یہ اس دور کی تحریر ہو سکتی ہے۔

اس طرح ڈاکٹر محمد حمید اللہ منطقی انداز میں جواب دے کر مخالفین کو خاموش کرواتے اور اس بات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ اہل کتاب کی کتب سے بھی واقفیت رکھتے تھے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی سیرت مبارکہ سے دلچسپی کی نوعیت:۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کو سیرت مبارکہ سے اس قدر دلچسپی تھی کہ اپنی پوری زندگی سیرت مبارکہ کے لئے وقف کر دی اور سیرت مبارکہ کے متعلق جو مواد بھی ملا یا مواد کی دستیابی کی خبر ملتی تو مواد تک رسائی کی بھرپور کوشش کرتے۔ کتاب رسول اکرم کی سیاسی زندگی میں شامل مکتوبات نبوی کے فوٹو پرنٹ اس بات کے گواہ ہیں کہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کو بہت مبارکہ سے بہت لگاؤ تھا۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی یہی خوبی ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی سیرت نگاری کو منفرد اور جامع بناتی ہے۔ اصل مکتوب نبوئی بنام نجاشی کی نئی دستیابی اس کا فوٹو عکس بھی کتاب میں شامل کیا گیا ہے جو کہ کتاب کو دیگر مولفین کی کتب سے منفرد بناتا ہے۔ ہیں اور بات کو مکمل طور پر علاقائی بنیادوں پر سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی سیاسی مسائل کے حل کے لئے سیرت مبارکہ پر تحقیق:۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ سیاسی مسائل کے حل کے لئے سیرت مبارکہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے ڈاکٹر محمد حمید اللہ عملی طور پر سیرت مبارکہ سے مسائل کا حل تلاش کر کے واضح کرتے ہیں کہ واقعی اسلام مکمل نظام زندگی دیتا ہے۔'

اس کے علاوہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کتاب میں مختلف عرب علاقوں کے نقشے پیش کر کے قاری کے لئے سمجھے میں آسانی پیدا کرتے ہیں۔

مثال:

علاقائی مسائل کی بدولت کسی علاقے کے وسائل کا مسئلہ آج کے دور میں زیادہ بڑھتا جا رہا ہے، کہ دوسرے علاقے کے لوگ زبردستی کسی علاقے کے وسائل کو کیا استعمال کر سکتے ہیں اسلام اس بارے میں کیا کہتا ہے ؟ ہمارے ملک پاکستان میں بھی اکثر بلوچستان کے لوگ اس بات پر شکایت کرتے نظر آتے ہیں کہ بلوچستان سے نکلنے والی گیس سے بلوچستان کے لوگ محروم ہیں جبکہ حکومتی قیادت میں پنجاب کے علاقے کے لوگ مکمل طور پر گیس کو استعمال کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے ایک علاقے کے بارے میں تحقیق کی اور آپ نے وسائل کے متعلق اس علاقے کو جو دستاویز جاری کیں ان کو جمع کیا جس میں لکھا تھا کہ تمہارے علاوہ تم پر باہر کا کوئی آدمی امیر مقرر نہیں کیا جائے گا۔ البتہ زندگی اسلامی اصولوں مطابق گزارنی ہوگی یعنی زکوۃ ادا کرنی ہوگی۔ تمہارے پانی کو تمہارے ہی کنٹرول میں رکھا جائے گا۔ اس طرح سے ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے مابین تعلقات کے لئے معلومات اکٹھی کرتے ہیں اور قارئین کی توجہ اس طرف دلواتے ہیں کہ اگر سیرت مبارکہ میں اس طرح کی چیزوں کو تلاش کیا جائے تو بہت سے مسائل کا حل مل سکتا ہے۔

مثال:

کعب بن اشرف جو کہ یہودی سردار تھا سیرت کی کتب میں اس کے قتل کا تذکرہ ملتا ہے کہ آپ کے حکم پر اس کو قتل کروایا گیا مگر مولفین یہ لکھتے ہے کہ کس نے قتل کیا کہاں قتل کیا کتنے لوگ قتل کرنے گئے کس ہتھیار سے قتل کیا گیا؟ مگر ڈاکٹر محمد حمید اللہ اس پر منفرد سوال اٹھاتے ہیں کہ کعب بن اشرف کسی علاقے کا باشندہ تھا اگر وہ مدینہ کا رہائشی تھا تو کیا بغیر کسی عدالتی کارروائی کے کسی شخص کو قتل کروایا جا سکتا ہے۔ اگر وہ مدینہ کا رہائشی نہیں تھا تو میثاق مدینہ کے تحت کسی یہودی کا قتل ناانصافی ہے جس سے مستشرقین کو زبان درازی کا موقع مل سکتا ہے۔ بعد میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے 25 سے 30 سال کی تحقیق کے بعد ثابت کیا کہ وہ میثاق مدینہ کا حصہ نہیں تھا۔ میثاق مدینہ کی تین مختلف دستاویزیں ملیں سب یہودیوں سے ایک ہی بار معاہدہ نہیں ہوا تھا۔ کعب بن اشرف دشمن ریاست کا سربراہ تھا جو کہ معاہدے میں شامل نہیں تھا اور ناہی وہ مدینہ کا رہائشی تھا۔ بلکہ مہمانوں کے خلاف بر سر جنگ تھا۔ اس نے کفار مکہ کو مسلمانوں پر حملے کی دعوت دی تھی۔ اس لئے دشمن ریاست کے سربراہ کو ملٹری ایکشن کے ذریعے قتل کیا جا سکتا ہے۔

یہ تمام تر واقعہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی سیاسی نوعیت کے سوالات کے نتیجے میں 30 سالہ تحقیق کا ثبوت ہے کہ کس انداز سے ڈاکٹر حمید اللہ سیرت مبارکہ پر پھونک پھونک کر قلم اٹھاتے تھے۔ اس نوعیت کا ایک عنوان ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی کتاب رسول اکرم کی سیاسی زندگی کے انتقام پر بھی ہے۔ مشترک حکمرانی کی اجازت "کیا دو شخص کسی ریاست کے حکمران ہو سکتے ہیں؟ اس میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں کہ حسب ضرورت دو افراد مشترکہ طور پر حکمرانی کر سکتے ہیں۔ اسلام نہ تو لازم کرتا ہے اور ناہی منع کرتا ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی تحقیقی خوبی:۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی سب سے خاص بات یہ ہے کہ وہ مصادر کا احاملہ کرتے ہیں۔ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ موغموں سے متعلق حقیقی اور ثانوی تمام ماخذ کو دیکھا جائے اور ان سے استفادہ کیا جائے ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے اسلوب مجھے سب سے منفرد پہلو پیراگرافوں کی نمبر شماری ہے۔ وہ اپنی تحریر کو پیراگرافوں میں نمبر دے کر تقسیم کرتے ہیں۔ ان کے بقول اس چیز کی ضرورت اس لئے پیش آتی ہے کہ مختلف طباعتوں کے باعث نمبر بدل جاتے ہیں جس سے حوالے آگے پیچھے ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب میں اشاریوں کا بھی اہتمام کیا ہے تاکہ استفادہ میں فائدہ ہو۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے مطابق حوالہ جات سب سے اہم چیز ہیں اور اس لئے یہ حوالہ جات کے بغیر بات نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ایک محقق کو ماخذ سے استفادہ حاصل کرنے میں کیا مشکلات پیش آتی ہیں۔

'ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا سیرت مبارکہ میں دیگر مذاہب سے انداز گفتگو: ڈاکٹر محمد حمید اللہ چونکہ قلم کے ذریعے اسلامی نظریات کا دفاع کرتے تھے اور جانتے تھے کہ قلم تلوار سے زیادہ پر قوتور ہے اس لئے ڈاکٹر محمد حمید اللہ و دیگر مذاہب سے مناظرے کی بجائے خیر خواہ دائی کے طور پر مخاطب ہوتے تھے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا یہ انداز ان کے خالص علمی اسلوب کی نشاندہی کرتا ہے۔

مثال:

ڈاکٹر صاحب کے انگریزی مقالات میں دو دلچسپ مقالے عیسائیت پر ہیں ان مقالا جات میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے عیسائیوں کے ظہور اسلام کے بعد کے رویوں کا ذکر کیا ہے ان میں سے ایک مقالے کا عنوان درج ذیل ہے The friendly relations of islam with Christianity and how they deteriorated یہ مقالہ 1953 میں جرنل آف پاکستان ہسٹارلیکل سوسائٹی کراچی میں چھپا یہ عنوان ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی امن کاوشوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

فصل سوئم:

سیرت نگاری میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی علمی خدمات کا تجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کو دور جدید کا امام سیرت بلکہ مجدد سیرت علوم کہیں تو بے جا نہ ہو گا سیرت رسولؐ پر آپکا کام منفرد اور اچھوتے اسلوب کا آئینہ دار ہے آپ کی تحقیق اپنی وسعت، گہرائی کے لحاظ سے ایک نئے اسلوب بلکہ نئے عہد کے آغاز و ارتقاء کی غماز ہے علم حدیث کے ذریعے ڈاکٹر صاحب کا تعلق علم سیرت سے پیدا ہوا پھر انہوں نے تمام زندگی سیرت پر کام کیا ڈاکٹر صاحب نے سیرت پر کوئی نیا ذخیرہ دریافت نہیں کیا بلکہ دستیاب

روایات سیرت سے کام لے کر ایسے سوالات اٹھائے اور ان کے جوابات دیئے جن سے قدیم مصنفین نے اعتناء نہیں کیا تھا ڈاکٹر صاحب نے علم حدیث اور حدیث کے ذخائر سے کام لینے کے ساتھ ساتھ جب سیرت پر اپنی کتابیں تصنیف کیں تو ان کی فرانسیسی زبان سیرت پر کتاب ہے وہ اپنے موضوع پر عجیب اور منفرد کتاب ہے اس میں صرف حدیث اور سیرت کی کتابوں سے مدد نہیں لی گئی بلکہ قدیم جاہلی ادب، علم ادب، تذکرہ سوانح عمری، سفرناموں ایسی کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔

سیرت پر ڈاکٹر حمید اللہ کی آٹھوں زبانوں میں فاضلانہ تحقیقی تصانیف، تراجم مقالات اور خطبات کی فہرست ترتیب دینا تو ممکن نہیں جن کتب تک میری رسائی ہوئی ان سے ڈاکٹر حمید اللہ کی سیرت نگاری پر مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی تالیف کردہ سیرت نبویہ دو جلدوں میں منقسم ہے۔ جس کی مجموعی 743 صفحات ہیں۔ صفحات کا شمارہ مسلسل ہے۔ اس تسلسل کا ایک فائدہ یہ ہے کہ انڈکس میں صفحات کا اشارہ کافی ثابت ہوا جلد کا ذکر غیر ضروری ٹھہرا کتاب سفید کاغذ پر خوبصورت ٹائپ میں چھپی ہے۔ سن اشاعت 1959 اور مقام اشاعت پیرس ہے ناشر کا پتہ اور پورا نام حاشیہ میں ہے۔

پہلی جلد 440 صفحات میں ختم ہوئی رسول اکرمؐ کی زندگی کے واقعات کا بیان ہے مضامین کی فہرست حسب ذیل ہے۔

پیش لفظ تدوین سیرت کی ضرورت مذہبی اور علمی نقطہ نظر سے، سیرت نبویہؐ کے مصادر و مآخذ، بعثت کے وقت مختلف اقطاع عالم، قریش مکہ ایام جوانی، حرب بخار، ازدواج، بعثت، آغاز، تبلیغ، ہجرت حبشہ، قریش کا بنو ہاشم سے مقاطعہ، معراج النبیؐ مدینہ میں اشاعت اسلام، میثاق مدینہ، سلسلہ غزوات، صلح حدیبیہ، فتح مکہ حجتہ الوداع، تبلیغی مراسلات بنام شایان زمانہ، یہود و نصاریٰ کے ساتھ تعلقات دیگر اہل مذاہب کے ساتھ تعلقات صوبہ جات اور ان کی سرحدیں دوسری جلد، 441 سے شروع ہو کر 743 پر ختم ہو جاتی ہے۔ فہرست مضامین ذیل ہے۔

رسولؐ کی خانگی زندگی، ازواج مطہرات، اصول دین، عقائد اسلامی، اخلاقی تعلیم اصول معاشرت، نظام تعلیم مکہ کی شہر مملکت سلطنت کا اسلامی تصورات، عدالت دستگیری، اقتصادی نظام، محاصل سلطنت، اخراجات کی صدارت کا حاکم کا صدمہ خاص، زکواۃ، صدقہ، تجارتی منڈیاں فوجی نظام، سفارت، سیاست نبویؐ کے چند بنیادی اصول، عہد نبوی کی طرز معاشرت، فنون

لطفیہ رسول اکرمؐ کی وفات، تدفین، مسئلہ خلافت، سیرت کے آخر میں ان کتابوں کی فہرست ہے جن سے منصف کا کام لیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کا سیرت کے حوالے سے ایک اور کارنامہ انساب الاشراف کا ایڈیٹ کرنا ہے بلازری تیسری، صدی، ہجری کا ایک نامورخ۔ جس کی فتوح البلدان ایک عرصے سے مشہور ہے۔ مگر انساب الاشراف مطعول کتاب ہے۔ اس میں عربوں کی تاریخ ان کے نامور خانوادوں کے اعتبار سے لکھی گئی ہے چونکہ انساب الاشرف کی ابتدا ابنو ہاشم سے ہوتی ہے۔ رسولؐ کے حالات کے ضمن میں عہد رسالت کی پوری تاریخ آگئی ہے۔ اس لیے کتاب کی پہلی جلد سیرت کے ساتھ مخصوص ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی وسیع معلومات کی بدولت اس کو بڑی خوبی سے ترتیب دیا ہے۔ اس لیے اس حصے کی اشاعت ان کی خدمات میں شمار کرنا چاہیے جس کا تعلق سیرت نبویؐ سے ہے۔

شیخ عنایت اللہ، ڈاکٹر، ڈاکٹر محمد حمید اللہ مصنف، سیرت النوبیہؐ، سابق چیئرمین شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ڈاکٹر محمد حمید اللہ کو دور جدید کا امام سیرت مجدد علوم سیرت کہیں تو بے جا نہ ہوگا سیرت رسولؐ پر آپکا کام اپنے انداز کا ایک منفرد اور اچھوتے اسلوب کا آئینہ دار۔

سیرت النبیؐ پر بے شمار نام سامنے آئے ہیں۔ مثلاً مناظر حسن گیلانی، مولانا ادریس کاندھلوی، نعیم صدیقی، ابوالاعلیٰ مودودی، ڈاکٹر خالد علوی، پیر کرم شاہ الازہری ان تمام سیرت نگاروں میں ڈاکٹر حمید اللہ ایک اہم نام ہے۔ اگر ڈاکٹر صاحب کو دور جدید امام سیرت کہہ دیں تو مفائضہ نہ ہوگا آپ کو جب سیرت کے کام سے دلچسپی ہوئی تو پھر ساری زندگی اسی میں وقف کر دی۔ سیرت سے ان کی وابستگی کا یہ حال تھا کہ ان کی تحقیقی خدمات پر حکومت پاکستان نے دس لاکھ کی رقم بطور ایوارڈ دی جو انہوں نے ادارہ تحقیقات اسلامی کو بطور عطیہ پیش کر دی سیرت پر پر آپ کا کام ایک منفرد کام ہے آپ نے تقریباً 60 سال سیرت کے تقریباً ہر پہلو پر لب کشائی کی آپ اسلامی علوم کے ماہر ایک اعلیٰ رائے کے محقق اور صاف کو مصنف تھے آپ ایک عالم باعمل سیرت نگار تھے۔ ڈاکٹر حمید اللہ ایک حقیقت پسند سیرت نگار تھے وہ کسی بات کو مصلحتاً پوشیدہ رکھنے کے قائل نہ تھے۔

ڈاکٹر حمید اللہ سیرت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "دنیا میں جب تک مسلمان ہیں، سیرت نبویہ ایک زندہ عامل کی حیثیت رکھے گی اور دنیا کے ترقی پذیر تمدن اور تبدیل پذیر حالات میں کسی ہمہ گیر و جامع اسوہ حسنہ کے کسی ایک پہلو کو اہمیت حاصل رہے گی تو کبھی کسی دوسرے کو موجودہ دنیا نے ایک زمین گیر راج کی ضرورت مسلم کر لی ہے اور اس کیلئے المجلس اقوام اور اقوام

متحدہ کے نام اولین کندہ ناتراشں کی سی کوشش بھی عمل میں لائے جانے لگی ہیں یہ "ایک راج"،اگر "خدائی راج" ہوسکے تو انسانیت کی بھلائی ہو زمانہ حال دوسب سے بڑے تفرقہ انداز عامل قوتوں کی باہمی مصیبت اور پیٹ بھرون اور بھوکوں کی آپس کی کش مکش ہے۔ عجیب بات ہے کہ سرور کائنات ﷺ کو بھی زیادہ تر انہیں دو گتھیوں سے سابقہ پڑا تھا اور آپ نے ان کو پوری طرح حل کر کے کامیاب عمل بھی کر دکھایا تھا۔[42]

ڈاکٹر صاحب نے سیرت کے نہایت ہی اہم پہلوؤں پر قلم اٹھایا ہے۔ سیرت کے مطالعہ میں ان پہلوؤں کی طرف سے اشارہ کیا ہے۔ جس کی وجہ سے سیرت رسول ﷺ غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔ دنیاوی پہلو کے علاوہ روحانی ترقی اور تزکیہ نفس بھی رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے ذریعے حاصل ہو سکتا ہے۔[43]

سن 1ھ میں ہی مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے آنے کے پہلے ہی سال رسول کریم ﷺ نے ایک نوشتہ مرتب فرمایا جس میں حکمران ورعایا کے حقوق فرائض و دیگر فوری ضروریات کا تفصیلی ذکر ہے۔ خوش قسمتی سے یہ دستاویز پوری کی پوری بالفظ ابن اسحق اور ابو عبیدہ نے اپنی کتابوں میں محفوظ کی ہے اور آج اسی کا بیان مقصود ہے اس زمانے کی قانونی عبارت اور دستاویز نویسی کا وہ ایک انمول نمونہ ہیں اس کی اہمیت اسلامی مورخوں سے کہیں زیادہ عیسائیوں نے محسوس کیا میولر، گرے، اشپیرنگر، بول کے علاوہ جرمن مورخ انکے Ranke نے مختصر تاریخ عالم لکھتے ہوئے بھی اس دستاویز کا ذکر کرنا ضروری خیال کیا ہے۔

"یہ جو مسلمان مورخ بیان کرتے ہیں یہ دستاویز سن 1ھ کی ابتدا میں مرتب ہوئی بقیہ حصہ سن 2ھ جنگ بدر کے بعد مرتب کر کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہو چنانچہ جب یہودیوں نے منظور کر لیا اور شرکت قبول کر لی تو پھر ف 24 تا 47 مرتب ہو اور ان کے میں تفصیل سے حقوق اور واجبات بیان ہوئے ہیں۔"[44]

"اس دستاویز میں آنحضرت ﷺ نے عدالتی تشریعی، فوجی اور تنقیدی، اعلیٰ ترین اختیارات اپنے لیے محفوظ فرمالیے مگر ایک نہایت اہم اور قابل ذکر فرق اس اقتدار اور دیگر ممالک کے مستبدانہ شاہی اقتدار میں یہ تھا کہ یہاں مادیت کو دخل نہ تھا آنحضرتؐ نے سیاست میں اخلاقی عناصر داخل کئے اصل سرچشمہ اقتدار خدا کو قرار دیا تھا تو اپنے کو اس کا رسول اور نائب اور ساتھ امت کے لائے ہوئے احکام پر اپنے پر بھی مساوی طور پر واجب التعمیل قرار دیے۔"[45]

ڈاکٹر صاحب نے میثاق مدینہ کیلئے پہلا تحریری دستور کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ اس کے باون جملوں کو وہ قانون زبان میں دفعات قرار دیتے ہیں۔ پہلے جو وہ تاریخی پس منظر بیان کرتے ہیں۔ ہجرت کے بعد مدینے کی صورت حال کا تجزیہ سیشن کرتے ہیں تاکہ میثاق مدینہ کی ضرورت واضح

ہو سکے اس کے بعد وہ دستاویز کا جائزہ لیتے ہیں اور اسکے دو حصے قرار دیتے ہیں اس لیے پہلے حصے کے 25 فقرے بیان کرتے ہیں جبکہ دلیازون اور اس کے متبع تمام یورپی مصنفین اس کے فقرے قرار دیتے ہیں۔ایک حصہ مسلمانوں کے متعلق اور دوسرا یہودیوں کے بارے میں ہے۔حصہ دوم 24 تا47 ف پر مشتمل ہے اور جملہ میں دستاویز میں 52 فقرات یا دفعات ہیں۔ڈاکٹر صاحب کی رائے میں دستعد کا دوسرا حصہ یہودیوں کا دستور العمل جنگ بدر کے بعد کا واقعہ ہے جبکہ زبردست فتح سے مسلمانوں کی دھاک ہر طرف بیٹھ گئی ہے پھر وہ اس دستور کا ترجمہ کرتے ہیں یہ مقالہ انگریزی میں الگ کتاب کے طور پر شائع ہو چکا ہے۔[46]

ڈاکٹر حمید اللہ کی تحقیقات کے مطابق ﷺ نے مدینہ میں جو نظام حکومت قائم کیا وہ نہ جمہوری تھا نہ Theocracy یہ حکمت Monarchy نظام سے پاک تھی بلکہ اسلامی حکومت کا حکمران نبی اکرمؐ کی طرف سے نامزد تھے چنانچہ مسلمانوں کو آپؐ کے احکام کی بھی ویسے ہی تعمیل کرنا تھی جسے اللہ تعالیٰ کے احکام کی اس دور میں مآخذ قانون قرآن سنت اور قیاس تھے۔ڈاکٹر صاحب نے میثاق مدینہ کی سیاسی اہمیت پر مفصل تبصرہ کیا ہے۔دستور کے مطابق انصاف رسائی، صلح جنگ کے مسائل کو مرکزی حیثیت دی گئی۔سب سے بڑھ کر یہودی عرب قبائل سب نے مشترکہ طور پر نبی اکرم ﷺ کو اپنا حکمران تسلیم کیا یہ آپ ﷺ کی بہت بڑی سیاسی کامیابی تھی مملکت کی تشکیل کے بعد آپ ﷺ نے نظم و نسق پر توجہ دی آپ ﷺ کو ہر چیز آغاز سے پیدا کرنی اور ترقی دینی تھی صرف دس ماہ میں آپ مملکت کے نظم و نسق کو درست کر دیا ایک منظم، مستحکم دیرپا سلطنت قائم فرمائی۔

ڈاکٹر صاحب ہجرت بیان کرتے ہوئے میثاق مدینہ کا سند بھی بیان کرتے ہیں اور آپ میثاق مدینہ کے تاریخی پس منظر کو ہجرت کے انداز میں بیان کرنے کے بعد اس کی ضرورت بھی بیان فرمادی اور ساتھ ہی اس دستاویز کے محفوظ ہونے کو خوش قسمتی قرار دے کر اس کی اہمیت کو واضح کیا ہے اور پھر عیسائیوں اور یہودیوں اور مورخین کی نظروں میں میثاقِ مدینہ کی اہمیت کو واضح کیا ہے پھر یہ بھی واضح کر دیا کہ اس کی ابتداء سنہ 1ھ میں ہوئی اور تفصیلات سنہ 2ھ میں مکمل ہوئی اور میثاق مدینہ پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی بتایا اقتدار اعلیٰ اللہ کی ذات تھی اور بقیہ تشریعی فوجی تنقیدی اختیارات سب بھی نبی کریم ﷺ کے پاس تھے آپ ﷺ نے مادیت کی بجائے اخلاقی عناصر کو اس میں شامل کیا نبی کریم ﷺ خدا کے نائب رسولؐ کی حیثیت سے اس دستاویزی اصولوں پر اسی طرح عمل پیرا ہونے کا ذکر ہے جس طرح کہ کوئی بھی فرد یعنی اصولوں پر سب لوگ مساوی طور پر عمل پیرا ہوں کے بشمول رسول ﷺ کے۔

ڈاکٹر صاحب کی رائے کہ "لونڈیوں کو اس لیے پردہ نہ کرنے کی اجازت تھی کہ وہ کام کاج کرتی تھیں انہیں سودا سلف خریدنے کے لیے باہر جانا پڑتا تھا"[47]

اس کے جو مفاسد ہیں ان کے پیش نظر ابو حیان اندلسی نے اس رائے سے اتفاق نہیں کیا کہ لونڈیوں کو پردہ نہ کرنے کی اجازت تھی بلکہ وہ لکھتے ہیں حجاب کا حکم آزاد اور لونڈیوں سب کے لیے تھا یہ ہی دین اسلام کی حکمتوں کے عین مطابق ہے۔ محمد علی الصابونی لکھتے ہیں۔

"وما اختارہ ہو الذی نختارہ لانہ یحق غرضی الاسلام فی الستر والصیانۃ واللہ اعلم"

ابن قیم لکھتے ہیں:

جو لونڈیاں جہاد سے حاصل ہوتی ہیں ان کے بارے میں تو عادت پردے ہی کی ہے۔[48]

ڈاکٹر صاحب کی اس رائے کے مطابق لونڈیوں کی پردہ نہ کرنے کی اجازت تھی ایک فرد غلام ہو یا آزاد جب اسلام قبول کرتا ہے تو اسے اس کے تمام احکام ماننا ہوں گے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے بطور شریعت کے نافذ ہوئے ہیں قرآنی احکام میں واضح پردے کا حکم عورتوں کے لیے ہے سو وہ غلام ہوں تب بھی پردے کا حکم زائل نہیں ہوگا بجز مالک کے اور آج کل غلامی کا تصور نہیں ہے تو اس سے اور بھی آسانی ہو جاتی ہے کہ عورت آزاد ہے تو اپنی مرضی سے اسلام کے احکام پر عمل پیرا ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب ہجرت حبشہ سے متعلق لکھتے ہیں:

"کچھ اشارے ایسے ملتے ہیں جن سے گمان ہوتا ہے کہ اگر اس وقت نہیں تو بعد میں نجاشی ضرور مسلمان ہو گیا تھا۔"[49]

حقیقت حال اس سے مختلف ہے جو کہ ڈاکٹر صاحب نے تحریر فرمائی ہے جس نجاشی نے اسلام قبول کیا وہ دوسرا نجاشی تھا نہ کہ وہ جو ہجرت حبشہ کے وقت شاہ حبشہ تھا اور اسے آپ ﷺ نے مکتوب لکھا صحیح مسلم کے الفاظ یہ ہیں:

کتب الی کسری الی قیصر والی النجاشی والی کل جبار یدعوھم الی اللہ تعالی ولیس الذی صلی علیہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس درخت کے نیچے بیعت رضوان ہوئی اس کے بارے میں ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے کہ:

حضرت عمر رض نے اس درخت کو کٹوا دیا تھا۔[50]

لیکن اس سلسلہ کی روایات کا تحقیقی جائزہ مولانا مودودی نے لیا ہے جس میں انہوں نے بیان کیا کہ جس درخت کے نیچے یہ بیعت ہوئی تھی اس کے متعلق حضرت نافع مولیٰ ابن عمر کی روایت عام طور پر مشہور ہو گئی ہے کہ لوگ اس کے پاس جا کر نمازیں پڑھنے لگے تھے حضرت عمر کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے لوگوں کو ڈانٹا اور اس درخت کو کٹوا دیا تھا۔

لیکن متعدد روایات اس کے خلاف بھی ہیں ایک روایت خود حضرت نافع ہی سے سن کر سعد سے یہ منقول ہوئی ہے کہ بیعت رضوان کے کئی سال بعد صحابہ کرام نے اس درخت کو تلاش کیا مگر اسے پہچان نہ سکے اور اس امر میں اختلاف ہو گیا کہ وہ درخت کونسا تھا۔

دوسری روایت میں بخاری و مسلم اور طبقات ابن سعد میں سعید بن المسیب کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے والد بیعت رضوان میں شریک تھے انہوں نے مجھے کہا کہ دوسرے سال جب ہم عمرہ القضاہ کے لیے گئے تو ہم اس درخت کو بھول چکے تھے تلاش کرنے پر بھی ہم اسے نہ پا سکے

تیسری روایت ابن جریر کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے اپنے عہد خلافت میں جب حدیبیہ کے مقام سے گزرے تو انہوں نے دریافت کیا کہ وہ درخت کہاں جس کے نیچے بیعت ہوئی تھی کسی نے کہا فلاں ہے کسی نے کہا فلاں ہے اس پر حضرت عمر نے فرمایا چھوڑو اس تکلف کی کیا حاجت ہے۔[51]

صحیح مسلم و بخاری کی احادیث مبارکہ کو ایک مستند حیثیت حاصل ہے اس لیے میری رائے بھی ڈاکٹر صاحب کے اس بیان کے بارے میں صحیح مسلم و بخاری کی احادیث کے مطابق ہی ہے "شہر مکہ میں جو لوگ مسلمان ہوتے رہے ان کی تعداد بہت ہی آہستہ آہستہ بڑھنے لگی لیکن وہ تھے سارے ہی قبیلوں کے اور انہوں نے مملکت کے اندر مملکت بنالی وہ مکہ شہر میں رہتے تھے لیکن اگر انہیں عدالتی مسئلے کی ضرورت پیش آتی تھی تو وہ شہر کے ان مشرک افروں کے پاس نہیں جاتے تھے جن کے پاس عدل گستری کا کام تھا اگر انہیں فوجی دفاع کے سلسلے میں ضرورت پیش آتی تو ان کو مکہ والوں سے امداد کی توقع تھی غرض وہ ہر کام میں رسول ﷺ سے رجوع کرتے تھے جو ان کے قانون ساز بھی تھے حاکم عدالت بھی کمانڈر انچیف بھی تھے اور بادشاہ بھی"[52]

قبل از اسلام مکہ میں ایک شہری مملکت قائم تھی جس میں مختلف عہدے مختلف قبائل میں منقسم تھے مکہ میں مذہبی، سماجی اور سیاسی ہر قسم کے ادارے موجود تھے لیکن ہر قبیلہ خود مختار تھا اور کسی قسم کی کوئی مرکزی حکومت قائم نہ تھی جب نبی اکرم ﷺ نے اپنی دعوت کا آغاز کیا تو تمام اہل مکہ

آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کی مخالفت پر کمر بستہ ہوگئے تمام مسلمانوں کا سماجی مقاطعہ بھی کیا گیا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مکہ میں مسلمانوں کی تحریک صرف ایک تبلیغی اور دعوتی تحریک تھی یا کچھ اور بھی؟ ڈاکٹر حمید اللہ کی تحقیقات کی روشنی میں اس وقت کی مسلم جماعت کے کردار پر نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ ایک محض دعوتی تحریک نہ تھی بلکہ ایک سیاسی و سماجی تحریک بھی تھی مکہ کی ریاست کے اندر مسلمانوں نے اپنی علیحدہ ریاست قائم فرمائی تھی۔[53]

ڈاکٹر صاحب مکہ میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو بیان فرمایا اور ساتھ ہی بتا دیا ان کا تعلق کسی ایک مخصوص قبیلے سے نہ تھا بلکہ وہ مختلف قبیلوں کے تھے ان مسلمانوں سے اپنی حکومت، بادشاہت یا حکمران حضور ﷺ کو تسلیم کرلیا تھا اور اپنے ہر معاملے اور ہر مسئلے کے حل کے لیے آپ ﷺ سے رابطہ کرتے تھے کیونکہ وہ اپنا سربراہ، حاکم عدالت، کمانڈر انچیف یا بادشاہ آپ ﷺ کو مانتے تھے اس لیے ہر معاملے پر آپ سے رجوع کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم دریافت کر کے پھر کسی رائے کو اپناتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب غزوہ بدر کے قیدیوں کے معاملے میں لکھتے ہیں:

حضور اکرم ﷺ نے صحابہ سے مشورہ فرمایا کہ دشمن کے آدمیوں سے ہمارا کیا برتاؤ ہونا چاہیئے؟ حضرت عمر کا مشورہ تھا رسول ﷺ یہ ہمارے ازلی و ابدی دشمن ہیں انہوں نے بلاوجہ گزشتہ 15 سال سے ہمیں نقصان پہنچایا ہے اس کی قطع کوئی توقع نہیں کہ وہ اب مسلمان ہوجائیں گے وہ ہمیں جانی مالی نقصان پہنچا چکے ہیں میری رائے میں ان کا سر قلم کر دیا چاہیئے۔ حضرت ابو بکر اٹھ کر فرماتے ہیں کہ میری رائے میں یارسول اللہ ﷺ ان کو قتل کرنے کی بجائے فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے اس میں شک نہیں کہ وہ ہمارے دشمن ہیں اور ممکن ہے کہ وہ اسلام نہ لائیں لیکن ہوسکتا ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں مسلمان ہو جائیں اس لیے ان کو نیست و نابود کرنے کی بجائے رہا کر دیا جائے ہمیں مالی ضرورت بھی بہت ہے کیوں کہ ہم ان سے فدیہ لیں جس سے ہماری مالی تقویت ہوگی اور دشمن کی مالی حالت خراب ہوگی اس طرح ہم اس جنگ سے فائدہ اٹھاتے ہیں رسول ﷺ اس کو قبول فرماتے ہیں لیکن ایک ایسی چیز ہے جس پر مومنین کو عتاب کیا جاتا ہے قرآن مجید میں آیا ہے:

لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذ تم عذاب العظیم

ترجمہ:

اگر خدا نے پہلے ہی فیصلہ نہ کر رکھا ہوتا تو جو چیز تم لوگوں نے لی ہے اس بنا پر تم لوگوں کو سخت عذاب دیا جاتا۔[54]

ڈاکٹر صاحب نے آیت کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:

"اگر اللہ پہلے ہی فیصلہ نہ کر چکا ہوتا (تاکہ پرانے قانون کو بدلا جائے) تو تم جو فدیہ لے رہے ہو اس پر تم لوگوں کو سخت سزا دی جاتی"

تو یہ انتہائی غیر مناسب معلوم ہوتی ہے۔

آیت کے سیاق و سباق سے جو تاویل بہتر معلوم ہوتی ہے وہ مولانا امین احسن اصلاحی ہی ہے وہ لکھتے ہیں:

"بہر حال ہمارے نزدیک یہ خطاب قریش سے ہے اور یہ ان کے اس پروپیگنڈے کا جواب دیا جارہا ہے جس کی طرف ہم نے شارہ کیا ہے فرمایا کہ اس قسم کی دنیا طلبی تمہارا ہی شیوہ ہے اللہ تعالیٰ تو آخرت کو چاہتے ہیں یہاں اسلوب بیان کی یہ بلاغت ملحوظ رہے کہ کہ نہیں فرمایا کہ نبی اور اہل ایمان آخرت کے طلبگار ہیں بلکہ یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آخت کو چاہتے ہیں اس سے مقصود اس حقیقت کا اظہار ہے کہ نبی اور اہل ایمان کے ہاتھوں جو کچھ ہورہا ہے یہ ان کی اپنی مرضی سے نہیں ہورہا ہے بلکہ اللہ تعالای کی مرضی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہورا ہے نبی ﷺ اور اہل ایمان کی حیثیت اس سارے کام میں محض آلہ اور واسطہ کی ہے اور وہ جو کچھ کر رہے ہیں یہی عین اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور اس کی مرضی ہے اللہ کی مرضی اپنے بندوں کے لیے یہ ہے کہ وہ ہر کام میں آخرت کو اپنا نصب العین بنا کر کریں تو نبی ﷺ اور ان کے ساتھیوں کا کوئی اقدام اللہ کی مرضی کے خلاف کس طرح ہوسکتا ہے گویا بدر اور اس سلسلہ کے تمام اقدامات کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لے لی آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عظیم و حکیم ہے وہ جو ارادہ فرماتا ہے کوئی اس کو روک نہیں سکتا اجور اس کی ہر ارادہ عدل وہ حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔

(اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو یہ منافق کہتے ہیں خوب ہوا ہم نے اپنا بچاؤ پہلے ہی کرلیا تھا۔) یہاں یہ مطلب ہوگا کہ جو طرقہ تم نے اختیار کیا اس کی بنا پر تم سزاوار تو تھے ایک عذاب عظیم کے لیکن اللہ کے قانون کے تحت تمہیں کچھ مہلت مل گئی۔ ہمارے مفسرین کو ان آیات کی تحویل میں بڑی الجھن پیش آئی ہے۔ ان کے نزدیک یہ نبی ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عتاب ہے کہ وہ زمین میں خون ریزی کے بغیر بدر کے قدیوں سے فدیہ لینے کیوں راضی ہوگئے۔ صحیح تاویل واضح ہوجانے کے بعد اب اس بات کی تردید کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ ایک یہ ہے کہ فدیہ قبول

کرنے کے معاملے میں نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بالغرض غلطی ہوئی بھی تو یہ کسی سابق ممانعت کی خلاف ورزی کی نوعیت کی غلطی نہیں تھی بلکہ صرف اجتہاد کی غلطی تھی۔ اجتہاد کی غلطی ایسی چیز نہیں جس پر ایسی سخت وعید وارد ہو بالخصوص ایک ایسا اجتہاد جس کی تصدیق فوراً خود اللہ تعالیٰ نے کردی ہو۔ دوسری بات یہ کہ اجتہاد کی غلطی بھی نہیں تھی جنگ کے قیدیوں سے متعلق یہ قانون سورۃ محمد میں پہلے بیان ہوچکا تھا کہ وہ قتل بھی کیے جاسکتے ہیں۔ فدیہ لے کر بھی چھوڑے بھی جاسکتے ہیں۔ تیسری یہ کہ جہاں تک خون ریزی کا تعلق ہے اس کے اعتبار سے بھی بدر میں کوئی کسر نہیں رہ گئی تھی۔ قریش کے ستر آدمی جن میں بڑے بڑے سردار شامل تھے مارے گئے کم و بیش اتنے ہی آدمی قید ہوئے باقی فوج بھاگ کھڑی ہوئی تو آخر لڑائی کس سے جاری رکھی جاتی چوتھی یہ کہ یہاں عتاب کے جو الفاظ ہیں وہ قرآن کے مخصوص الفاظ ہے جو شخص قرآن کے انداز بیان سے آشنا ہے وہ جانتا ہے کہ ان لفظوں میں قرآن نے کثر کفار و منافقین کے سوا اور کسی پر عتاب نہیں کیا ہے۔[55]

تعداد ازواج کے حوالے آپ رقمطراز ہیں۔

"تعداد ازواج کے بارے میں آپ ﷺ نے قرآن پاک کے اس حوالے سے عام مسلمانوں کے بارے میں دیے گئے اصول اور قانون کی پابندی کی آپ ﷺ نے در اصل چار بیویوں پر ہی قناعت کی اور جو بیویاں تحدید ازواج کے قرآنی حکم سے پہلے آپ ﷺ کے حبالہ عقد میں آچکی تھیں ان سے آپ ﷺ نے ازدواجی تعلقات منقطع کرلیے"[56]

تعدد ازواج پر ڈاکٹر صاحب کی اپنی رائے ہے اس سے اتفاق یا اختلاف کیا جا سکتا ہے بہت سے لوگ سوال کرتے ہیں جب بیویوں کی تعداد کے بارے میں قرآنی حکم آیا تو رسول ﷺ خدا نے ایسے مسلمانوں کو جن کی چار سے زائد بیویاں تھیں کو حکم دیا کہ زیادہ بیویوں کو طلاق دے دیں تو اس وقت رسول خدا ﷺ کی نو بیویاں تھیں مگر انہوں نے خود اس قانون پر عمل کیوں نہ کیا؟ انہوں نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ رسول ﷺ نے اس حکم پر درج ذیل انداز میں عمل کیا ہے آپ ﷺ نے تمام بیویوں کو ایک جگہ جمع کر کے قرآنی حکم کے بارے میں آگاہ کیا اور فرمایا کہ مجھے تم میں سے کسی سے کوئی شکایت نہیں ہے اب یہ فیصلہ کرنا تمہارا کام ہے کہ تم سے کون طلاق حاصل کرنا پسند کرتی ہے اور کون میری اہلیہ کے طور پر زندگی بسر کرنا چاہتی ہے۔ بھلا کون زوجہ نبی کی بیوی ہونے کے شرف کو کھونا چاہتی تھی چنانچہ آپ ﷺ نے بتایا کہ میں تم سب کو اپنی بیوی کی طرح رکھنے کو تیار ہوں مگر یہ ازدواجی تعلقات صرف چار سے رکھوں گا اس پر سب نے اتفاق کیا نبی اکرم ﷺ ان میں رد و بدل کرتے رہتے تھے کچھ عرصہ بعد پہلی

چار کی جگہ دوسری چار لے لیتی تھیں دوسری ڈاکٹر صاحب کے نزدیک ایک وجہ یہ تھی کہ ان سے شادی ذاتی مفاد کے لیے نہیں تھی۔

ڈاکٹر صاحب کا یہ جواب کہ کوئی بھی ان سے الگ نہیں ہونا چاہتی تھی دل کو لگتا ہے اگر اس وقت یہ آیت کا شان نزول مان لیا جائے کہ اس کے بعد آپ کے لیے عورتیں حلال نہیں اور نہ یہ آپ ان سے عورتیں تبدیل کریں اگر چہ آپ کو ان کا حسن پسند آئے مگر جو آپ کی مملوک ہیں اور اللہ ہر چیز پر نگران ہے۔[57]

ترجمہ:

اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں نکاح کر لو اور جو عورتیں تم خوش آیویں دو دو، تین تین، چار، چار پھر اگر ڈرو کہ ان میں انصاف نہ کر سکو گے تو ایک نکاح کرو یا لونڈی جو اپنا مال ہے اس میں امیر کیلئے ایک طرف نہ جھک پڑو گے۔[58]

آیت کا ظاہر تو اباحت کے لیے ہے لیکن رسول اکرم ﷺ اس کی تفسیر کی تحدید کے معنی میں فرمائی ہے کیونکہ یہ ان کا فرض منصبی ہے چنانچہ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر ان کے نکاح میں چار سے زائد عورتیں ہیں تو ان کو طلاق دے دیں جن صحابہ کرام کے نکاح میں پانچ سے دس عورتیں تھیں نتیجہ کے طور پر انہوں نے چار سے زائد کو طلاق دے دی آپ کی یہ بات درست ہے جن صحابہ کے عقد میں چار سے زائد بیویاں تھیں آپ نے ان کو چار سے زائد کو طلاق کا حکم دیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے بقول آپ نے اس تفسیر تحدید کے معنی میں فرمائی ہے اب سوال یہ ہے کہ تحدید کس کے لیے تھی صرف امت کے لیے تھی یا امت کے ساتھ خود رسول ﷺ پر بھی تحدید کا اطلاق واجب تھا؟

ڈاکٹر موصوف فرماتے ہیں کہ یہ تحدید امت کے ساتھ خود رسول ﷺ کے لیے بھی تھی۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ازواج کی تعداد نو تھی معلوم نہیں جس بات کا حکم آپ نے مسلمانوں کو دیا خود بھی اپنی ازواج کے بارے میں اس پر عمل کیا یا نہیں؟ ممکن ہے کہ یہ آپکا اختصاص ہو۔

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب ذکر کرتے ہیں کہ میں اس مسئلے میں بہت تحقیق کی اور کوئی کمی نہیں کی لیکن مجھے اب تک اس بارے میں صراحت سے کچھ نہیں ملا لیکن اس موضوع پر کافی اشارے اور مواد ملا ہے جس سے بغیر تذبذب کے مسائل کا استنباط ممکن ہے۔

ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے واقعی ہی تحقیق کی ہو لیکن موصوف زیر بحث تحقیقی مقالہ پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف نے اس مسئلے اپنا فیصلہ پہلے کیا اور پھر اس فیصلے کے مطابق اپنے دلائل جمع کیے

اگر موصوف پورے مسئلے کا پہلے دلائل کی روشنی میں جائزہ لیتے تو موصوف کا فیصلہ یقیناً ان کے مقابلے میں درج نتائج سے مختلف ہوتا۔

ڈاکٹر صاحب اپنے استنباطات کے سلسلے میں فرماتے ہیں:

1۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے آیت تحدید زوجات کے نزول کے فوراً بعد کیے بعد دیگرے اپنی تمام ازواج مطہرات کو یہ بات پہنچا دی کہ اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کو چار سے زائد بیویوں کی اجازت نہیں دیتا۔

2۔ لہذا خود رسول ﷺ پر بھی واجب کہ وہ اپنی نو میں سے پانچ بیویوں کو طلاق دے دیں۔

3۔ لیکن رسول اکرم ﷺ خود کسی بھی طلاق دینا نہیں چاہتے کیونکہ ایسا کرنے سے جس کو طلاق دی جاتی اس کے لیے ایک عیب تھا۔

4۔ اس لیے خود آپ نے ازواجِ مطہرات سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ خود اپنے میں سے ایسی چار کو اختیار کریں جو آپ کی عقد میں رہیں باقی پانچ علیحدگی اختیار کریں۔

5۔ ان علیحدگی اختیار کرنے والی ازواج مطہرات کی تادم حیات معاشی کفالت آپ ﷺ کرتے رہے گے۔

معاشی کفالت کی وجہ بیان کرتے ہوئے قرآن مجید سے استدلال کیا:

1۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہ آپ کی بیویاں ہیں۔

2۔ دوسری یہ کہ ازواج مطہرات ہونے کی وجہ سے مومنین کی مائیں ہیں۔

3۔ تیسری وجہ یہ کہ ازواج مطہرات ہونے کے ناطے کسی مسلمان کا ان سے کبھی بھی نکاح نہیں ہو سکتا۔[59]

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں۔

"ولیحب التذکر بان القرآنی یقول "النبی اولی بالمومنین موافتھم وازواجہ امھاتھم۔

وزاد:

وماکان لکم ان تعوذووارسول اللہ ولا ان تنکحو ازواجہ من بعدہ ابدان ذلکم کان عند اللہ عظیما۔

فتکفل التقات کان لابد منہ من الناحیۃ الاجتماعیہ

4۔ یہ بات بالکل بدیہی اور ظاہر ہے کہ ازواج مطہرات میں سے کوئی ایک بھی آپ ﷺ سے علیحدگی اختیار کرنے اور ام المومنین کے رتبے سے تنازل پر راضی نہ ہوئیں اور ایسا بھی کیسے ہو سکتا تھا۔

5۔ ڈاکٹر صاحب کے بقول:

جب رسول اکرم ﷺ اس مسئلے کو حل نہ کر سکے (یعنی کسی چار ازواج کا انتخاب)

تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی یہ تمام ازواج مطہرات آپ کے عقد میں رہیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ آپ صرف چار کے ساتھ اپنے میاں بیوی کے تعلقات رکھیں (بشرط ان لایجامع الا اربعا منھن)

چناچہ سب ازواج مطہرات نے آپ کے اس فیصلے کو قبول کر لیا اور اللہ تعالی کی اس نئ نعمت پر خوش ہوئیں۔

لہذا رسول اکرم ﷺ نے ان میں سے چار کو اختیار فرمایا[60]

آگے ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:

ولا نشی ماوصفہ القرآن بہ:لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمونین روف رحیم

جب رسول اکرم ﷺ نے محسوس فرمایا کہ ازواج مطہرات نے زوجیت رسول سے تنازل کو ناپسند کیا ہے۔

تو یہ بات آپ پر گراں گزری۔

لہذا آپ نے اجتہاد فرمایا اور اھون الامر من کو اختیار فرمایا(آگے موصوف نے جس اجتہاد رسول کا ذکر کیا ہے راقم کی نظر میں بظاہر یہ ایک حیلہ معلوم ہوتا ہے اور مجھے سو فیصد یقین ہے کہ آپ نے ایسا ہر گز نہیں کیا ہوگا۔فی الحال میں صرف موصوف کی بات نقل کر رہا ہوں)

آپ نے اختیار تو چار ہی کو کیا لیکن وہ اس طرح کہ ایک مہینہ چار بیویوں کے ساتھ گزارا اور دوسرا مہینہ دوسری چار کے ساتھ لیکن مشیت الہی رسول اکرم ﷺ کے مذکورہ بالا اجتہاد سے موافق نہ ہوئی۔

لہٰذا اس حکم کے نزول کے بعد آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات چار کو بطور بیویاں جس میں ان کے حقوق زوجیت اخلاقی اور مادی شامل تھے اختیار فرمایا اور وہ چار آپ کی بیویاں تھیں باقی پانچ آپ کے حبالہ ازواج میں رہیں لیکن وہ صرف زوجات شرف تھیں۔

لہٰذا رسول ﷺ نے سورۃ النساء کے اور میں مذکورہ آیت مثنیٰ، ثلاثہ ورباع میں مذکورہ تحدید زوجات کی مخالفت نہیں کی یہ ڈاکٹر صاحب کے اجتہاد کا خلاصہ ہے۔

موصوف نے طبری کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ اس میں ایسی تفصیل بھی جو کسی اور جگہ نہیں ہے اور طبری ہی کی ایک اور روایت جو سورۃ احزاب کی آیت نمبر 51 کی تفسیر میں واقع ہوئی ہے واقعہ ایلا کا ذکر کیا اور پھر تفسیر طبری کا طویل اقتباس نقل کیا۔ مزے کی بات یہ ہے خود ڈاکٹر صاحب رسول ﷺ کی خصوصیت کا ذکر کیا لیکن ساتھ اس کو فرائض تک محدود کر دیا اور حقوق مادیہ کو مستثنیٰ قرار دیا ہے اور ساتھ ہی مثال یہ دی ہے کہ عام اہل ایمان پر پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کیں لیکن نبی ﷺ پر تہجد کو بھی فرض کیا۔

سورۃ النساء کی آیت نمبر 3 کے وقت آپ ﷺ کے نکاح میں 9 عورتیں تھیں اس لیے آپ نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا کہ کوئی سی چار آپ کے نکاح میں رہیں باقی پانچ حقیقی بیویوں کے طور پر نہیں بلکہ موصوف کی نئی اصطلاح کے مطابق زوجات شرف ہوں گی اور ان کی معاشی کفالت بدستور آپ کے ذمہ ہوں گی۔

یہ الفاظ ڈاکٹر صاحب کے ہیں حالانکہ عصمت رسول ﷺ پوری امت مسلمہ کا اجماع ہے اس لیے کسی مسلمان کو یہ سوچ ہی زیب نہیں دیتی کہ وہ کہے نعوذ باللہ کہ رسول ﷺ حکم الٰہی کی مخالفت کر سکتے ہیں مخالفت کرنا بڑی دور کی بات بلکہ نبی تو اللہ مخالفت کا سوچ بھی نہیں سکتا کیونکہ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ

ڈاکٹر صاحب نے یہ امکان بھی ظاہر کیا ہے کہ ہو سکتا ہے سورۃ احزاب کی آیت 51 سورۃ النساء کی آیت نمبر 3 سے پہلے نازل ہوئی ہو جس کے مطابق آپ ﷺ نے صرف چار بیویوں پر اکتفاء کیا۔

ڈاکٹر صاحب کے مضمون کے آغاز و اختتام میں ایسا تعارض جس کا جواب شاید موصوف کے پاس بھی نہ ہو۔ سورۃ النساء کی آیت نمبر 3 مثنیٰ وثلاث ورباع میں تحدید ازواج کا حکم صرف امت کے لیے ہے اور رسول اکرم ﷺ اس سے مستثنیٰ ہیں اس بات پر ابن کثیر کے بقول شیعہ کے سوا پوری امت کا اجماع ہے۔[61]

اس کثیر کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

جس طرح چار سے زائد بیویوں کی اجازت رسول ﷺ کی خصوصیت ہے اسی طرح ایک اور خصوصیت کا ذکر اللہ تعالی نے سورۃ احزاب کی آیت نمبر 51 میں فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وامراۃ مومنۃ ان وھبت نفسھا للنبی ان اراد النبی ان یستنکحھا خالصۃ لک من دون المومنین

اگر کوئی عورت اپنے آپ کو آپ ﷺ کیلئے ہبہ کردے تو وہ آپ کے لیے جائز تھی تین خصوصیات کے ساتھ (1) تقرر مہر (2) تقرر ولی (3) بغیر گواہوں کے اب تک بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ

تحدید ازواج کا حکم صرف امت کے لیے ہے۔ رسول ﷺ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

چار سے زائد بیویاں آپ ﷺ کی خصوصیت ہے

ڈاکٹر صاحب اگرچہ اس خصوصیت کے امکان کا ذکر سرسری طور پر کیا ہے لیکن اسکو قبول نہیں کیا کیونکہ اگر اس کو ایک بار خصوصیت رسول تسلیم کرلیا جائے تو ڈاکٹر صاحب کو اس موضوع پر مقالہ سپرد قلم کرنے کی زحمت ہی نہ گوارہ کرنا پڑتی اور نہ تحدید ازواج کے لیے اتنا زور لگانا پڑتا جتنا موصوف نے لگایا ہے۔

اور نہ ہی ازواج مطہرات کی تعداد کو تحدید ازواج کے ساتھ منسلک کرنا پڑتا جیسا کہ موصوف نے کیا ہے کیونکہ تخیر کا سبب وہ تو ہرگز نہیں جس کا ذکر صاحب مضمون نے کیا ہے۔

اور نہ اس کے لیے ازواج مطہرات کے بارے میں اس قسم کی تقسیم کی ضرورت پیش آتی جو تقسیم ڈاکٹر صاحب کو اجتہاد کے بعد کرنی پڑی کہ چار تو آپکی عادی بیویاں تھیں اور باقی زوجات شرف تھیں یہ موقف ازواج مطہرات کے بارے میں شاید اسلامی تاریخ میں موصوف سے قبل کسی اہل علم و دانش نے اختیار نہیں کیا اور نہ دنیا کا کوئی مفسر و محدث اور سیرت نگار اس کا ذکر ضرور کرتا لیکن کسی سے ثابت نہیں ہے۔

عصر حاضر کے نامور مفسر قرآن جناب مولانا امین احسن اصلاحی قرآن مجید کی آیت خالصۃ لک من دون المومنین کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں: یعنی یہ چار سے زائد بیویوں کی اجازت خاص تمہارے لیے ہے دوسرے مسلمانوں کو اس کی اجازت نہیں ہے"[62]

ڈاکٹر حمید اللہ تحقیق و تفتیش کے دلدادہ تھے انہیں رسول ﷺ سے از حد عشق تھا آپ ﷺ کے تحریر کردہ خطوط کی تلاش و بازیابی کا سہرا انہی کے سر ہے آپ نے ان خطوط کو شائع کیا فرانسیسی کتاب six original de letters dplomatiques du prophet de islam pas is 1986 میں ان کا ریکارڈ محفوظ ہے نیز ان کے عکس محمد رسول ﷺ میں شامل کیے۔

ڈاکٹر حمید اللہ کا ایک اور کارنامہ محمد بن اسحٰق کی صحیح ترین اور مستند ترین کتاب کی اشاعت ہے محمد الفاسی کے رسول نمبر میں رقمطراز ہیں علامہ محقق استاد محمد حمید اللہ نے اس کتاب کو صنصہ شہود پر لانے اور اس کی طباعت میں جو کوشش کی ہے میں اس کی تعریف و تحسین کیے بغیر نہیں رہ سکتا انہوں نے اس کی تصحیح پر رجعت میں بزرگوں کے صبر کا مظاہرہ کیا ہے کیونکہ اس ضمن میں مغرب کے علاوہ دیگر علاقوں سے خطوط کتابت مطلوب تھی اور اس کے لیے طویل عرصہ درکار تھا للہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہوں نے اس جلیل القدر کتاب کو پردہ اخفا سے نکال کر اس کی اشاعت کا کام مکمل کیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب سیرت کے حوالے سے ایک کارنامہ مشہور مورخ البلازری کی سرۃ النبی پر کتاب النساب الشراف کی ناپید جلدوں کرنا ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ نے جغرافیہ، سیرت اور عسکریات سیرت کا نہ صرف قدیم ترین مآخذ سے مطالبہ کیا بلکہ کئی ماہ خود مدینہ منورہ میں رہ کر غزوات نبوی کے مقامات کا معاہدہ کیا مقامات کو خود ناپ ناپ کر ان کے فاصلے متعین کیے اور نقشے تیار کیے سیرت النبی کا on the spot مطالعہ کرنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں۔[63]

1. عمری، محمد یوسف کوکن، مولانا، خانوادہ قاضی بدالدولہ، دارالتصنیف مدراس، 1963، ج 1 ص 21-22
2. حمد سجاد، ڈاکٹر حمید اللہ اور ماہنامہ معارف اعظم گڑھ، فکر و تنظر (اسلام آباد) ادارہ تحقیقات اسلامی 2003، ش 4، 1 ج 40-41 ص 371
3. خلیل اللہ، محمود، ڈاکٹر، چچا ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب مرحوم، مطبوعہ التنویہ، سالانہ ادبی رسالہ شعبہ عربی جامعہ عثمانیہ 2005 ص 112
4. حمد عبد اللہ، ڈاکٹر، ڈاکٹر حمید اللہ یادگار اسلاف، القلم (لاہور ادارہ علوم اسلامیہ) 2002ء ش 01۔ ج 06 ص 190
5. محمد حشام الدین خرم، ڈاکٹر، ڈاکٹر محمد حمید اللہ حیات اور ادبی خدمات، ورڈ ماسٹر پبلی کیشنز حیدر آباد 2009۔ ص 24
6. غازی محمود احمد، ڈاکٹر، علم و عمل کا پیکر۔ ڈاکٹر حمید اللہ- https:// airi.aiou.edu.pk/indexing/wp-content.uploads/2016/07/e/m-0-amal-ka-pak ar.pdf 2021

7. محمد ارشد: "معنرب میں دعوت اسلام ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی کاوشوں کا ایک جائزہ" فکر و نظر (اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی 2003) ش 1-4ج 40 -41ص 329-345

8. محمد حشام الدین خرم، ڈاکٹر، ڈاکٹر محمد حمید اللہ خیات اور ادبی خدمات۔ ورد ماسٹر پبلی کیشنز: حیدر آباد، 2009ء ص48

9. محمد احتشام الدین، ڈاکٹر حمید اللہ حیات اور ادبی خدمات، ورلڈ ماسٹر پبلی کیشنز: حیدر آباد 2009ء ص، 47

10. ایضاً، ص36

11. القرآن، البقرہ، 22

12. القرآن، الحجر، 19:15

13. القرآن آل عمران: 03-60

14. القرآن، النجم، 53:28

15. القرآن، الحجز، 9:15

16. القرآن، الفصلت، 42:41

17. القرآن: البقرۃ؛ 213:2

18. القرآن الفرقان، 30:25

19. www.urduweb.org<mehfil>threadsAccesed17,march2021.

20. http://Libris.kb.se/auth/47755Accessed16march2021

21. سرور محمد، کتاب انخراج امام ابو یوسف، فکر و نظر 1968، ج:5۔ ص 460، 546

22. http://kitabosunnat.comAccessed,7-04-2021.

23. http://data.bnf.fr/ark:/12148cb460914493Accessed24,4,2021.

24. البلاذری، احمد بن یحیٰ بن جابر، فتوح البلدان، دار الکتبہ الہلال، بیرت، 1998، ص:5۔ ابن الندیم، محمد بن اسحاق، الضمرست دار المعروف بیروت، لبنان 1997۔ ص:142

25. http://www.bookcourner.com.pk.Accessed31,March2021

26. http://wwwe.dervishonline.comAccessed31,3,2021.

27. http://openlibrary.org/works/oll74106Accessed16,42021.

28. http://mushriqtv.pkAccessed17,4,2021-2020-30 مئی، پشاور، روزنامہ، مشرق،

29. http://www.nawah.netAccessed16,4,2021.

30. القرآن، النساء، 59:04

31. حمید اللہ، محمد ڈاکٹر رسول اکرم کی سیاسی زندگی، پبلشر اردو بازار، لاہور، 2016، ص:14-9

32. حمید اللہ، محمد ڈاکٹر، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی پبلشر اردو بازار، لاہور،، ص، 26-22

33. ایضا، ص، 32-28

34. ایضا!، ص، 70-61

35. ایضا! 85-82

36. ایضاً، 96-88

37. ایضاً، 105-

38. ایضاً، 275-269

39. ایضا!، 287-278

40. ایضاً،295-292
41. محمد اکرم رانا،ڈاکٹر، پروفیسر "ڈاکٹر محمد حمید اللہ بطور سیرت نگار،"فکرو نظر، ج،41-40، ش،4،1، ص165-151۔
42. محمد حمید اللہ،ڈاکٹر، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، المکتبہ رحمانیہ،1981
43. علوی، خالد،ڈاکٹر،ڈاکٹر حمید اللہ کی خدمات سیرت فکرو نظر اسلام آباد، ج،41،40 س4،1ص29ء،128
44. محمد حمید اللہ،ڈاکٹر، عہد نبوی کے نظام حکمرانی، المکتبہ رحمانیہ،1981،ج،1:ص87-76
45. محمد حمید اللہ،ڈاکٹر، عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی، اردو اکیڈمی سندھ، کراچی،1987، ص83-81
46. خالد علوی،ڈاکٹر،ڈاکٹر حمید اللہ کی خدمات، سیرت، فکرو نظر اسلام اآباد، ج4041، ش4،1 س130-129
47. محمد حمید اللہ ڈاکٹر خطبات بہاولپور۔ ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد1985
48. محمد ہمایوں عباس شمس،ڈاکٹر، خطبات بہاولپور تعارف اور مشہور روایات کا تنقیدی جائزہ شعبہ علوم اسلامیہ.جی سی یونیورسٹی لاہور۔
49. محمد حمید اللہ،ڈاکٹر خبطات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد1999ء ص375
50. محمد حمید اللہ ڈاکٹر خبطات بہاولپور ادار تحقیقات اسلامی اسلام،1999 ص247
51. محمد ہمایوں عباس شمس ڈاکٹر خطبات بہاولپر کا تعارف اور محمد ہمایوں عباس شمس ڈاکٹر خطبات بہاولپور کا تعارف اور مشہور روایات کا تنقیدی جائزہ علوم اسلامیہ.جی سی یونیورسٹی لاہور۔
52. محمد حمید اللہ،ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد،1985، ص201
53. ثمینہ سعدیہ،ڈاکٹر حمید اللہ کی تحقیقات کی روشنی میں مطالعہ سیرت کی نئ جہات، گورنمنٹ وقار النسا کالج ٹیپو روڈ راولپنڈی
54. محمد حمید اللہ،ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات، اسلامی اسلام آباد1985، ص230-231
55. محمد حمائیوں عباس شمس،ڈاکٹر، خطبات، بہاولپور، تعارف اور منشور روایات کا تنقیدی جائزہ، شعبہ علوم اسلامیہ.جی سی یونیورسٹی لاہور
56. محمد حمید اللہ،ڈاکٹر، مترجم پروفیسر خالد پرویز، محمد رسول ﷺ کی حکیمرانی وجانشینی، المکتبہ الرحمانیہ لاہور2006 ص20
57. محمد اکرم رانا، پروفیسر،ڈاکٹر،ڈاکٹر محمد حمید اللہ بطور سیرت نگار، فکرو نظر اسلام، ج41،40 شمارہ4
58. احمد بن شعیب، سنن النسائی،:(214/ 215)دار الفکر بیروت،1398
59. افتخار احمد، حافظ،ڈاکٹر،ڈاکٹر محمد حمید اللہ حیات تفردات تحقیقی جائزہ شعبہ علوم اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور
60. افتخار احمد، حافظ،ڈاکٹر،ڈاکٹر محمد حمید اللہ حیات تفردات تحقیقی جائزہ شعبہ علوم اسلامیہ
61. افتخار احمد، حافظ،ڈاکٹر،ڈاکٹر ؐمحمد حمید اللہ حیات تفردات تحقیقی جائزہ، شعبہ علوم اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور
62. افتخار احمد، حافظ،ڈاکٹر،ڈاکٹر محمد حمید اللہ حیات تفردات تحقیقی جائزہ، شعبہ علوم اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور
63. محمد اکرم رانا،ڈاکٹر،ڈاکٹر محمد حمید اللہ بطور سیرت نگار، فکرو نظر، اسلام آباد جلد41،40 شمارہ4،1